فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (قرآن)
ماہنامہ
لاہور
محدث
مدیر:-
حافظ عبدالرحمن مدنی
مجلس التحقیق الاسلامی - لاہور
(شوال المکرم ۱۳۹۰ھ)

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہاہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

محدّث

لاہور

جلد ۱	شوال المکرم (۱۳۹۰ھ) دسمبر (۱۹۷۰ء)	عدد ۱

مدیر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مقامِ اشاعت

مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن ○ لاہور ۱۶

ناشر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مطبع : دین محمدی پریس - بل روڈ - لاہور

فہرست مضامین

آئندہ اشاعت کے اہل قلم

شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑی — پروفیسر عبدالقیوم ایم۔اے

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلال پور پیر والہ — پروفیسر ابوبکر غزنوی ایم اے ایل ایل بی

مولانا محمد صاحب گنگن پوری شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور (۱۶)

پروفیسر خالد علوی ایم۔اے — اور دیگر علماء و مفکرین

فکر و نظر

بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم

مسلک اہلِ حدیث کا ماضی اور حال

سلف صالحین "جماعت" تو ضرور تھے لیکن ہماری طرح ان کو تنظیم کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ سالارِ کارواں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجازی قافلہ کے لیے جو جادہ اور منزل تشخیص کی تھی، قدرتی طور پر سب کا رُخ ادھر ہی کو تھا اور اسی منزل کی طرف سب رواں دواں اور جادہ پیما تھے۔ چونکہ مجموعی طور پر ملت اسلامیہ خیر سے قریب اور شر سے دُور تھی، اس لیے خیر کا چشمۂ شیریں جہاں نظر آجاتا ایک پیاسے کارواں کی طرح وہاں سب مجتمع ہو جاتے تھے۔ گویا کہ یہ ان کی ایک قدرتی تنظیم تھی۔

اسلاف کے پاس "فکر مربوط" وحدتِ عمل اور احساسِ بصیرت کی دولت وافر تھی، اس لیے وہ سرگرم عمل بھی تھے اور تسبیح کے دانوں کی طرح منظم بھی۔ اس کا محرک وہی فطری خمیر تھا جس سے مسلم معاشرہ کی تخلیق ہوتی تھی، یعنی وہی دینی شعور، ملی غیرت اور احساسِ فرض ــــ یہ ٹھیک ہے، ان میں بھی اختلافات تھے مگر وہ اپنے پس منظر اور محرکات کی وجہ سے ایتلاف اور یکجہتی کا مصدر بن گئے تھے ان میں خود غرضانہ کم ظرفی کی آمیزش اور حریفانہ سبک سری کا شائبہ تک نہیں تھا۔

اس دور کی ایک برکت یہ بھی آپ نے مشاہدہ کی ہو گی کہ اس مبارک عہد میں کچھ سیاسی بوالہوس بھی موجود تھے اور چند سیاسی کھلنڈروں کو "سیاست بازی" کا شوق بھی چرایا تھا لیکن اس کمزوری کے باوجود ان کی حدود ریاست میں اعداء اللہ کے افکار اور نظریات کی تبلیغ کسی کے لیے بھی ممکن نہیں تھی اور نہ ہی ان کے سننے کے لیے مسلم معاشرہ میں قوتِ برداشت تھی ــــ حریتِ فکر اور آزادیٔ رائے کی اس اصطلاح سے وہ بالکل اجنبی تھے جو آج کل مقبول ہے ایسی

آزادئ رائے کا نام وہاں "بے حسی اور بے غیرتی" تھا بنیادی مکارمِ حیات، عقائد اور نظام خیر کے خلاف "یاوہ گوئی" ہو اور کوئی مسلم مسکرا کر اسے برداشت کرلے؟

ع این خیال است ومحال است وجنوں

یہی وجہ ہے کہ "ارتداد" سرکاری جرم تصور کیا جاتا تھا اور عوام کو اس کے تصور سے سخت وحشت ہوتی تھی۔

ملک کے مختلف گوشوں میں، مختلف صلاحیت رکھنے والے بے شمار رہنما اور افراد موجود تھے سبھی صالح، مخلص، اہل تر اور خدا ترس تھے۔ اس لیے پوری ملت اسلامیہ ان صلحائے امت کے گرد جمع تھی اور کسی تنظیمی احساس کے بغیر منظم تھی، مگر آہ! اب یہ کیفیت نہیں رہی اور ایک ایک کرکے وہ تمام اقدار بدل گئی ہیں، جن کے دم قدم سے ہمارے لیے ہماری شیرازہ بندی ممکن اور قابلِ تمثال تھی۔ اس لیے آخری چارۂ کار کے طور پر اب ملتِ اسلامیہ ہی غیر سرکاری اور نجی تنظیموں کی ضرورت اور اہمیت کا احساس عام ہو گیا ہے۔ ہمیں یاد پڑتا ہے کہ جب جمعیت اہل حدیث کی داغ بیل ڈالی جا رہی تھی تو سابق امیر جمعیت اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لائل پور (جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار) میں یہی وجوہات بیان کرکے اپنی جماعت کو منظم کرنے کی کوشش کی تھی۔

ہمارے نزدیک "جماعتی تنظیم" سے غرض افرادِ جماعت کا تحفظ نہیں ہے بلکہ اس "ذہن وفکر" کی عافیت مقصود ہے، جس پر افرادِ جماعت کی تخلیق، احیاء اور طاقت کا دارومدار ہے۔ جماعت اہل حدیث کا اپنا ایک مزاج اور مخصوص ذہن ہے، اگر یہ سلامت نہ رہیں تو وہ جماعت کیا ہوگی، جماعت کا بے روح لاشہ ہوگا جن کے افراد بتدریج آس پاس کی ان تحریکوں میں تحلیل ہو جائیں گے جن میں ان کی بہ نسبت زیادہ جان ہوگی، جیسا کہ اب صورتِ حال ہمارے سامنے ہے۔

جماعت اہل حدیث کے نزدیک دین وایمان کا سرچشمہ صرف قرآن وحدیث ہے اور جو چیز ان سے ماخوذ نہیں، وہ اور تو بہت کچھ ہو سکتی ہے، دین نہیں بن سکتی۔ کاش! وہ گھڑی اور وقت

ٹل جاتا جس میں شعوری یا غیر شعوری طور پر کچھ لوگوں نے کتاب و سنت کے ساتھ کچھ اور ٹانکے لگانے کی داغ بیل ڈالی تھی۔

ایک اور بات جس نے جماعت اہل حدیث کو دوسرے مکاتبِ فکر سے ممتاز کر دیا ہے یہ ہے کہ، ان کے نزدیک: اسلام ایک ایسا ہمہ گیر نظامِ حیات ہے، جس کی ہر کڑی قابلِ احترام اور سراپا دین ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے چھوٹے سے چھوٹے جزئیہ کی راہ میں بھی مناسب اور ممکن جہاد کیا ہے۔ دنیا جن فروعی امور میں "تساہل" گوارا کر لیتی ہے۔ یہ جماعت ان کے بارہ میں حد درجہ "حساس" واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ کسی باب میں جب کسی امر کا انتساب قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ تو وہ گو بظاہر کتنی ہی فروعی بات ہو وہ عظیم متاعِ ایمان بن جاتی ہے۔ دراصل امورِ دین میں "جو تفاضل" نظر آتا ہے وہ ان کی باہمی نسبت سے ہے۔ ہمارے اخذ و ترک یعنی اتباع کے اعتبار سے نہیں ہے۔ ہمیں تو بہرحال ان کا اتباع ہی کرنا ہے اور ان سب کو دین ہی سمجھنا ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین تفاضل کی کیفیت ہے۔ لیکن ان کے مابین تفاضل کے یہ معنی قطعاً نہیں ہیں کہ ان میں سے بعض کا احترام تو عین ایمان ہو اور بعض کا نہ ہو۔

بس جماعت اہل حدیث کے اس موقف کو نہ سمجھ سکنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ہر طرف سے یہ شور برپا ہے کہ یہ بڑی متشدد اور تنگ نظر جماعت ہے۔ آمین اور رفع یدین جیسے فروعی مسائل کے لیے بھی ماریں کھاتی ہے اور ان کے جائز حق کے لیے جانیں لڑاتی ہے۔ دراصل سوال یہ نہیں کہ ان مسائل کی اپنی جگہ اپنی منفرد حیثیت کیا ہے بلکہ یہ ہے کہ ان امور کو جس ذاتِ گرامی سے نسبت ہے وہ نسبت کتنی عظیم ہے؟ ہمارا یہ نظریہ ہے کہ اس نسبت کا احترام دوسرے تمام مصالح پر بھاری ہونا چاہیے ورنہ ایمان کی سب عافیتیں خطرہ میں پڑ جائیں گی اور مستقبل مخدوش ہو جائے گا۔ کیونکہ اس باب میں تساہل کا اثر اس "رابطہ" پر پڑتا ہے جو ایک امتی کو اپنے رسول پاک سے ہوتا ہے۔ حضرات خلفاء راشدین، حضرت ابن عمرؓ، حضرت امام احمدؒ محدثین

اور اکابر صوفیا کا بھی نظریہ اور یہی مسلک تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ دنیا اس باب میں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے دور جا پڑی ہے کہ اس نے اس عظیم نسبت کا بجا احترام ملحوظ نہیں رکھا اور مسائل کو ان کے باہمی تفاضل کی نذر کر کے سُست ہو گئی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ کیونکہ تنزل کی ابتدار ہمیشہ اسی طرح ہوتی ہے۔ پہلے سادہ سے امور میں گرفت ڈھیلی پڑتی ہے۔ پھر بتدریج وہ عظیم حقائق بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، جن کے بغیر "مسلمانی" ایک تہمت اور الزام بن کر رہ جاتی ہے۔ یہ ایک وہ تاریخی حقیقت ہے جو تاریخ امم کے ہر موڑ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بس اسی اسلوبِ فکر، اندازِ نظر، اسی نہج پر مجاہدہ اور ذوق و احساس کی اسی جلوہ گری کا نام "اہلِ حدیث" ہے۔ جو ایک فرقہ کی صورت میں تو شاید آپ کو یہ جماعت کہیں نظر نہ آتی ہو لیکن ایک "تحریکِ مسلسل" کی شکل میں پوری ملت اسلامیہ میں تا ہنوز جاری و ساری ہے۔ چونکہ یہ کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک تحریک محتسب اور فکر انگیز ذہن ہے، اس لیے مختلف اوقات میں اس نے جو فریضہ انجام دیا ہے اس کے مظاہر بھی مختلف ہو گئے ہیں۔

جب امت میں بازارِ عمل ٹھنڈا ہونا شروع ہوا اور مسلمان حکومتیں "اسلامی فکر و عمل" کی نگرانی اور سرپرستی کرنے سے غافل ہو گئیں تو "تصوف" (جس کو احسان کہتے ہیں) کے روپ میں اُبھر کر گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالا دیا، جب اس بے آمیز تصوف (درجۂ احسان) کا چشمۂ صافی مکدر ہو کر خانقاہیت میں تبدیل ہونے لگا تو اس کی تطہیر کے سامان کیے۔

کتاب و سنت میں بعض امور کی تصریح نہ ملنے پر سیاسی شاطروں نے طبع زاد اور خانہ زاد ٹانکے لگائے، ضَلُّوْا فاضلو۔ ایسے حال میں اس تحریک نے دنیا کو "تفقہ" کے آئینہ میں کتاب و سنت کی روشنی مہیا کی۔ تفقہ دراصل قرآن و حدیث کی تلمیحات کی تشخیص اور تعیین کا ایک اسلوبِ نگاہ ہے اور اس فریضہ کا اتمام صرف وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں، جن کو قرآن و حدیث سب سے زیادہ عزیز اور اساسِ ایمان دکھائی دیتے ہیں اور یہ ایک واقعہ ہے کہ جن امامانِ دین نے یہ خدمات انجام دیں، وہ کسی کے مقلد نہیں تھے اور نہ ہی کسی شخصی آراء کے پیمانوں سے قرآن و حدیث کو تولنے کے

وہ قائل تھے۔

جب دنیا اس طرز فکر سے ہٹ کر کسی فقیہ کی رائے کے گرد منڈلانے لگی تو محدثین کے روپ میں ان کا محاسبہ کیا۔ کتاب وسنت کے ذریعے ان کی خوش فہمیوں کا پوسٹ مارٹم کیا۔

دینی عقائد کو عصری زبان اور مروج فلسفہ کے مسلمات کے ذریعے سمجھانے کا نام "علم کلام" ہے۔ لیکن جب دنیا نے اسے معیار حق بنا لیا تو "سلفی سادگی" سے مسلح ہو کر ان کا خوب مواخذہ کیا۔

مسلمان صرف "مسلم" ہے۔ تمام شخصی نسبتوں سے بالاتر اور کتاب وسنت کی غلامی کے لیے یکسو ہے۔ لیکن اس کے بجائے جب دوسری شخصی نسبتوں نے سر اٹھایا اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اشعری ماتریدی، چشتی قادری، سہروردی، نقشبندی وغیرہ کہلانے لگے تو "اہل حدیث" نے سلفی اور محمدی کہلا کر دنیا کو عار دلائی کہ اس عظیم نسبت کو چھوڑ کر دوسری ادنیٰ نسبتوں سے جی بہلانا کچھ ہوش اور ذوق کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ سبھی کچھ اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر کے مترادف ہے۔

الغرض اہل حدیث ایک ذہن اور فکر و ذوق کی تحریک ہے جو روز اول سے اب تک حسب حال اور حسب ضرورت متحرک اور کارفرما ہے اور تا قیامت کارفرما رہے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد میں مندرجہ بالا کیفیت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق (بخاری)

میری امت میں ایک گروہ حق پر سدا قائم رہے گا۔

ابن ماجہ کی روایت میں یوں مروی ہے۔

لا تزال طائفۃ من امتی قوامۃ علی امر اللہ لا یضرھا من خالفھا (ابن ماجۃ ابو ھریرۃ)

میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر سدا ثابت قدم رہے گا اور اس کی مخالفت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

ابن ماجہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:۔

طائفہ سے مراد ایک جماعت، مٹھی بھر لوگ، ایک سے لے کر ہزار تک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ، ساری دنیا کے مقابلہ میں جس طرح صحابہ کی ایک مختصر سی جماعت تھی، یہی حال اس طائفہ کا رہے گا اس لیے اہل باطل کی کثرت سے انھیں غلط متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ (مختصراً)

امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ گروہ مسلمانوں کے مختلف طبقات میں منتشر ہوگا، مجاہد، فقیہ محدث، زاہد، امر بالمعروف کرنے والوں میں ملے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ کسی ایک جگہ جمع ہوں، بلکہ روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہوں گے (ملخصاً)

یحتمل ان یکون ھذہ الطائفۃ متفرقۃ فی انواع المومنین ممن یقیم امر اللہ من مجاھد وفقیہ ومحدث وزاھد وامر بالمعروف وغیر ذلک من انواع الخیر ولا یلزم اجتماعھم فی مکان واحد بل یجوز ان یکونوا متفرقین فی اقطار الارض (حاشیہ ابن ماجہ)

اس سے میری گزارشات کی تائید ہوتی ہے کہ، مختلف زمانوں میں، مختلف صورتوں میں یہ تحریک چالو رہی ہے اور اب بھی ہے اور باد مخالف کے تیز و تند اور شوخ جھونکوں سے یہ مشعل بجھے گی نہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ، ایسا ہی ہوا ہے اور اس کا مصداق جماعت اہلحدیث کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔

بہر حال دنیا کے حالات اب بدل گئے ہیں اس لیے اس تحریک کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ ان بدلے ہوئے حالات میں دنیا کے سامنے "مشعل ہدایت" پھر سے روشن کر کے اپنے وجود اور تشخص کا ثبوت دے۔ غرض یہ ہے کہ وہ "نسبت عظمیٰ" پھر سے ہاتھ آجائے جو تمام نسبتوں سے عظیم تر بھی ہے اور دارین کی فوز و فلاح کی ضامن بھی۔ یہ آئینہ بھی ہے اور قلب و نگاہ کی مسلمانی کے لیے ضروری بھی۔ ہمارے نزدیک یہ رابطہ اور نسبت اس کردار اور فریضہ کی تجدید کی توفیق بھی عطا کرتی ہے جو ہمارے تمام امراض کی دوا اور سارے روگوں کی شفا بھی ہے۔

اس مقام رفیع اور بہشت بریں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے مناسب وسائل کی بڑی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک اہم ذریعہ پریس بھی ہے۔ گو یہ بھی کچھ نہیں ہے تاہم بہت کچھ ہے۔ اس لیے

ہر مکتب فکر اس کے لیے خاصا اہتمام کرتا ہے مگر عموماً ان کی حالت اِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا جیسی ہوتی ہے۔ ایسا سلسلہ جرائد و اخبارات جو ہر قسم کے غل و غش سے پاک، خود غرضی اور فرقہ پرستی کے جراثیم سے صاف ہو، بہت کم ہے۔ مکتب اہل حدیث نے اس طرف توجہ دی ہے اور پاک و ہند میں متعدد رسالے نکالے ہیں مگر ان میں بعض بنیادی چیزوں کی کمی محسوس ہوتی ہے ایک تو مانگ اور ضرورت کے لحاظ سے وہ کفیل نہیں ہیں، دوسرا یہ کہ، دعوت کے اعتبار سے ان کا دائرہ صرف اپنوں تک محدود ہے۔ دوسری دنیا سے وہ بہت کم مخاطب ہوتے ہیں۔ اگر ہوتے بھی ہیں تو چند ایک گنے چنے مسائل کی حد تک۔ صلائے عام اور دعوت تام نہیں ہوتی ہے۔ تیسرا یہ کہ، ان جرائد کی پشت پر ایک تنظیم ہوتی ہے۔ جو مسلکی روح کی بہ نسبت افراد جماعت کے مقامی اور تنظیمی تقاضوں کا بوجھ بھی پرچہ کے دوش ناتواں پر ڈال دیتی ہے۔ اس لیے جو کام ان کو کرنا چاہیے تھا وہ اس کے لیے یکسو نہیں رہ سکتے۔ ان حالات میں ہم چاہتے ہیں کہ ایک ایسا جریدہ جاری کیا جائے جو اپنے وسائل کی حد تک اس خلا کو پُر کرنے کے لیے سنجیدہ ہو۔ یہ ماہنامہ "محدث" جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم نے جو منزل تشخیص کی ہے، اس تک پہنچنے میں ہم کماحقہ کامیاب نہ ہو سکیں لیکن وہ ہماری کمی استعداد اور وسائل کے فقدان کا نتیجہ ہوگا اس میں اغراض فاسدہ اور فتور نیت کا دخل قطعاً نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم جماعت کے ذہین طبقہ سے ملتجی ہیں کہ اس کار خیر میں ہم سے تعاون فرمائیں تاکہ جن ذمہ داریوں کو ہم نے محسوس کیا ہے، ان سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

محدث کے اجراء سے غرض مسلک اہل حدیث کی اجارہ داری کا ادعا نہیں ہے بلکہ اسے منجملہ خدمات کے ایک خدمت ہی تصور کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے ساری دنیا کو کتاب و سنت کی روشنی مہیا کرنا ہے۔ محدود دائرہ کار نہیں ہے اور نہ ہی کسی مخصوص طبقہ یا فرد سے آویزش ہمارے پیش نظر ہے۔

اس سے غرض آمدنی یا فوائد عاجلہ بھی نہیں ہیں، بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ایک حقیر سی کوشش اور نیک جذبہ ہے تاکہ ہم اپنے مخصوص مزاج کے مطابق دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔ ہم پوری نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس طائفہ اور مسلک کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو پھر دنیا کو مسنون ڈگر پر چلنے یا کنٹرول کرنے کے لیے اور کوئی سبیل باقی نہیں رہے گی کیونکہ دوسرا اور جو بھی ہے وہ کسی غیر رسول کی زلف گرہ گیر کا اسیر بھی ہے اور اپنی انتماد کے اعتبار سے مجبور بھی۔ اس لیے ان سے بے آمیز خدمت دین کی توقع بمشکل کی جا سکتی ہے۔ (عزیز زبیدی)

مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری

اغنیاء پر مساکین و غربا کی ذمّے داری

اسلام نے ترکہ "وراثت" صدقہ و زکوٰۃ" وغیرہ نظام کے ذریعہ یہ ثابت کردیا ہے کہ درجاتِ معیشت میں گو تفاوت ہے مگر ایک ساتھ زندگی گزارنے کا حق سب کو یکساں ہے آج اگر کوئی رات کی روٹی اور جسم کے کپڑا کے لیے محتاج ہے اور کوئی ہزارہا یا لکھو کھا کا مالک ہے تو یہ محض اس لیے ہے کہ حق معیشت کی جو ذمہ داری کتاب و سنت نے ہم پر ڈالی ہے اسے ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔ صدقات واجبہ عشر و زکوٰۃ کی ادائیگی آج مسلمانوں میں بند ہے۔

آٹھ مصارف سورۂ توبہ میں عشر و زکوٰۃ کے مصرف آٹھ قسم کے آدمی ہیں فقراء، و مساکین، صدقات کے محصّل اور جن کو اسلامی شعائر و عقائد کی طرف راغب کیا جائے۔ غلاموں کی آزادی، مقروض، مجاہد، مسافر۔ اگر صدقات واجبہ عشر و زکوٰۃ کے ذریعہ تمام مصارف کی خانہ پری کر دی جائے تو دوسری ضروریات کی طرح مسلمان ضعفاء و فقراء کی بھی معاشی حاجت پوری ہو جائے گی لیکن با ایں ہمہ اگر ضرورت پوری نہ ہو تو قانون اسلام کے مطابق دولت مند مسلمانوں سے مزید صدقات نافلہ کا وصول کیا جانا لازم ہو گا۔

امام ابن حزم کا نظریہ ۱۔ علامہ ابن حزم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے۔

من كان معه فضل ظهر فليعُد به على من لا ظهر له ومن كان له فضلٌ من زادٍ فليعُد به على من لا زاد له (محلی ابن حزم جلد سادس ص۱۵۷) یعنی جس شخص کے پاس سواری زائد ہو یا سامان خورد و نوش زائد ہو تو وہ نادار حاجت مند کو دے دے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے

بال بچوں کے استعمال سے جو مقدار زائد ہو فلیوجھہ الی من ھو احوج الیہ منہ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۶۵) یعنی اسے اپنے سے زیادہ محتاج کے حوالے کردے۔

حافظ ابن کثیر کا ارشاد ۳۔ حافظ الحدیث علامہ ابن کثیرؒ سورہ نساء کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

کان المومنون فی ابتداء الاسلام وھو بمکۃ مامورین بالصلوٰۃ والزکاۃ وان لم یکونوا ذات نصاب کانوا مامورین بمواساۃ الفقراء (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۵۲۵)

یعنی اہل ایمان نماز و زکوٰۃ کے پابند تھے اور اگر صاحب نصاب نہ ہوتے تو بھی فقراء و غرباء کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ نفلی صدقات کے ذریعہ امداد کرنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کے ارادے ۴۔ حضرت عمرؓ نے بھی فرمایا ہے۔ لو استقبلت من امری ما استدبرت لاخذت فضول اموال الاغنیاء وقسمتھا علی فقراء المھاجرین (محلی ابن حزم جلد سادس ص ۱۵۸)

یعنی اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو امراء کی فاضل دولت لے کر فقراء میں تقسیم کر دیتا۔

۵۔ ایک اور موقع پر فاروق اعظم نے فرمایا ہے ما ترکت یا اھل بیت من المسلمین لھو سعۃ الا ادخلت معھم اعدادھم من الفقراء (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۹۲ والادب المفرد ص ۸۳)

یعنی وسعت والے امیروں کا کوئی گھر نہ چھوڑوں گا اور غربا اور فقرا کا کھانا ان پر لازم کر دوں گا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایک امیر خاندان میں جتنے نفر ہوں گے اتنے ہی فقرا کا کھانا ان پر لازم ہوگا کیونکہ ایک آدمی کا پورا کھانا بوقت ضرورت دو آدمیوں کو کفایت کر سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر قومی بیت المال کافی نہ ہو اور قلمرو میں محروم المعیشت انسان موجود ہوں تو اس صورت میں اہل دولت کے سرمایہ سے حسب ضرورت ان کے معاش کا انتظام کیا جائے گا۔ خلیفۂ وقت ہنگامی ضروریات کے سبب اغنیا کے اموال سے مال حاصل کر کے فقراء کی ضرورت اور کمی کو پورا کرے گا۔ معلوم ہوا کہ ادائیگی زکوٰۃ پر معاملہ ختم نہیں ہوگا بلکہ قوم و ملت کی ضرورت ہی اصل معیار ہے جب حکومت ان کی کفیل نہ بن سکے تو غربا کی ضروریات کو پورا

کرنا مسلمانوں ہی کا فرض ہے۔

اغنیا پر فرض ہے | ۶۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ فرض علی الاغنیاء فی اموالھم ما یکفی الفقراء فان جاعوا او عروا او جھدوا فیمنع الاغنیاء حق علی اللہ تبارک و تعالیٰ ان یحاسبھم او یعذبھم (کتاب الاموال ص ۵۹۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں اس قدر ڈیوٹیاں اور ٹیکس زکوٰۃ و صدقات کی شکل میں غرباء کے لیے مقرر فرمایا ہے جو فقراء کی ضروریات کے لیے کافی ہو سکتی ہیں۔ پس اگر غریب مسلمان بھوکے یا ننگے رہ گئے اور کسی طرح کے تعب و مشقت میں پڑے مثلاً مکان سے محروم ہو گئے یا صحت و تندرستی کے اخراجات اور اولاد کو تعلیم دلانے کے مصارف سے مجبور ہو گئے تو چونکہ یہ دولت مندوں کی کوتاہی اور عشر و زکوٰۃ و انفاق و سخاوت نہ کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے ایسے امراء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت محاسبہ اور ابدی لعنت و سخت عذاب لازم ہوگا۔

اغنیاء کے لیے مقام غور | ۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من کثرت نعم اللہ علیہ کثرت حوائج الناس الیہ فان قام بما یجب للہ فیھا عرضھا للدوام والبقاء وان لم یقم فیھا بما یجب للہ عرضھا للزوال (مستطرف جلد اول صفحہ ۱۱۳)

یعنی جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اس کی طرف لوگوں کی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں پس اگر واجبات الٰہیہ ادا کرتا ہے تو ان نعمتوں کو قرار و دوام نصیب ہوتا ہے ورنہ نعمتیں دیر سویر ضرور زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔

ارباب اقتدار کے لیے درس عبرت | خلفائے اسلام بلاشبہ عہدۂ خلافت کو خدا کی جانب سے ایک عظیم عطیہ و عظیم امانت سمجھتے تھے وہ ہر وقت خدا کی اعلیٰ ترین حکومت کے سامنے جوابدہی کو پیش نظر رکھتے تھے ایک بار حضرت عمرؓ نے سفر حج سے واپسی میں فرمایا کہ آج میرا وہ مقام ہے کہ خدا کے سوا اور کسی اقتدار اعلیٰ کا مجھ پر خوف و ہراس نہیں ہے۔ اس کے

بعد سلطانی و شاہی کے انجام و فنا پذیری پر ان شعروں کو پڑھا۔

این الملوك التی کانت تعزتها	من کل اوب الیها وافد یفد

لم تغن عن هرمز یوما خزائنه	والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

ولا سلیمان اذ تجری الریاح له	والجن والانس فیما بین تترد

حوض هنالك مورود بلا کذب	لابد من ورده یوما کما وردوا

(استیعاب لابن عبد البر جلد ثانی ص۳۲)

یعنی شاہان سلف و اقوام عالم عاد و ہرمز و سلیمان وغیرہ جس طرح موت کے گھاٹ اتر گئے اسی طرح سب کا خاتمہ موت کے گھاٹ پر ہوگا۔ کیا سچ ہے۔

؎ گو سلیمان زماں بھی ہو گیا	پھر بھی اے سلطان آخر موت ہے

مختصر یہ کہ حضرت عمرؓ اور خلفاء کرام نے دورِ خلافت میں بیت المال کو ہمیشہ قوم کی ایک عظیم امانت تصور فرمایا اور خدا ترسی اور استحضارِ آخرت کے ساتھ ہمیشہ مفادِ عوام کو پیش نظر رکھا۔ یہ احساس کہ بیت المال کا خزانہ عام مسلمانوں کا ہے مدت دراز تک قائم رہا۔ علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ جب خلیفہ حکم نے رمضان میں عورت سے وطی کر لی تو علماء نے فتویٰ دیا کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاویں۔ محدث اسحٰق بن ابراہیم خاموش تھے۔ خلیفہ نے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے فرمایا آپ دو ماہ کے روزے رکھیں۔ علماء نے کہا امام مالک کا مذہب تو اولاً کھانا کھلانے ہی کا ہے۔ فرمایا ہاں یہ مسلک اس کے لیے ہے جس کے پاس مال ہو۔ امیر المومنین کے پاس مال کہاں؟ بیت المال میں بے شک مال موجود ہے مگر وہ عام مسلمانوں کا ہے۔ خلیفہ حکم نے محدث اسحاق بن ابراہیم کا شکریہ ادا کیا اور انہی کے قول پر عمل کیا (کتاب الاعتصام جلد ثانی ص۲۸۶)

معلوم ہوا خلفاء میں ایک مدت تک بیت المال میں عوام کے حق کا احترام موجود تھا۔

الغرض ان تمام بصیرت افروز حقائق کو پیش نظر رکھنے والے خلفائے اسلام عوام و غرباء و مساکین و ضعفا کی ضروریات و حاجت سے بھلا کیونکر صرف نظر فرما سکتے تھے بلکہ ان کو کس طرح

بغیر چارہ گری کے چین و سکون حاصل ہو سکتا تھا۔ خلفائے کرام کی زندگی کا ایک ایک ورق ایک ایک عنوان اتنا روشن و درخشاں ہے کہ اس میں غربا و ضعفا و فقراء کے ساتھ دل سوزی و دردمندی کے تمام حالات آئینہ کی طرح نظر آسکتے ہیں۔

خلفائے اسلام کی ملت سے وفاداری رعایا پروری، غربا نوازی اور آج کے سلاطین وقت کی بے فکریوں اور عشرت پرستیوں کو آمنے سامنے رکھیے تو واضح ہو گا کہ ایک طرف صرف وفا ہی وفا ہے تو دوسری طرف عشرت گاہ سلاطین میں صرف جفا کاریاں ہیں۔ پھر بھی بزبان حال برکات خلافت کا انکار کیا جا رہا ہے

جحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا = صدق من قال

اک جفا تیری کہ "کچھ بھی نہیں" پر سب کچھ ہے اک وفا میری کہ "سب کچھ ہے" مگر کچھ بھی نہیں

ایک ضروری انتباہ | اگرچہ حضرت عمرؓ نے وظیفہ و عطیات کو عام فرما دیا تھا لیکن وہ اس کوشش میں بھی رہتے کہ وظیفہ پر بھروسہ کر کے لوگوں میں کاہلی اور مفت خوری نہ پیدا ہونے پائے اس لیے عموماً وظائف کی تقسیم میں خدمت و کارکردگی اور اسی طرح ضعیفی و مسکینی وغیرہ امور کا لحاظ مقدم رکھتے تھے۔

وظائف ان کے مقرر تھے جن سے اسلامی مجاہدات میں کام لیا جاتا تھا یا ان سے کبھی نہ کبھی فوجی خدمت ملنے کی توقع ہو سکتی تھی یا جنھوں نے پہلے کوئی نمایاں خدمت کی تھی یا ان کے آباؤ اجداد نے کسی معرکہ میں نمایاں حصہ لیا تھا چنانچہ اس قسم کی مثالیں آپ عمال کی قدردانی کے باب میں دیکھیں گے

اسی طرح ان معذوروں اور ضعفاء کے بھی وظائف مقرر تھے جو کسب معاش سے معذور تھے۔ بہرحال جنگی مہمات میں حصہ لینے والوں اور فنی ماہروں اور سابقہ استحقاق رکھنے والوں کا جس طرح وظیفہ مقرر تھا اسی طرح بیماروں، ضعیفوں، مسکینوں کا بھی وظیفہ مقرر تھا تاکہ فی الجملہ وجہ معاش کا نظم قائم رہے لیکن ان تمام قسم کے لوگوں سے تاکید فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے وظائف و عطیات پر بھروسہ نہ کرو، کھیتی باڑی وغیرہ کا انتظام بھی گھر پر رکھو۔ ادب المفرد الاستیعاب۔

پروفیسر حافظ نذر احمد پرنسپل شبلی کالج۔ لاہور

طب نبوی

(پانی ایک ایسی شے ہے جس کی سب کو ضرورت رہتی ہے اور بار بار اس کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے اگر اس کے استعمال میں نبوی طرزِ عمل اور ہدایات کو سامنے رکھا جائے تو طبیعت کو "سنتِ نبوی" سے ایک گونہ مناسبت حاصل ہو جاتی ہے۔

جسمانی صحت کے حصول میں مدد ملتی ہے اور بہت سے امراض سے نجات حاصل ہوتی ہے لیکن

ع ذوقِ ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی

ہمارے فاضل دوست جناب حافظ نذر احمد صاحب پرنسپل شبلی کالج (گڑھی شاہو) لاہور نے "طب نبوی" کا یہ سلسلہ شروع کر کے ہمارے سامنے "نبوی درس حیات" کا ایک عظیم باب رکھ دیا ہے۔ جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین جزاء حسنا۔

بہت سے غیر مسلم دانشوروں نے شریعت اسلامیہ کی ان پنہاں حکمتوں کو جانچ کر اسلام قبول کر لیا اور اعلان کیا کہ یہ احکام لازماً ایسے حکیم علیم ہی کے ہیں جو روحانی و جسمانی امراض کا دانا اور معالج ہے (ادارہ)

پانی پینے کا طریقہ طب نبوی کا یہ سلسلہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اہم اور پُر حکمت ارشاد سے شروع کیا جا رہا ہے۔

فرمایا لَا تَشْرَبُوْا نَفَسًا وَّاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ فَرَغْتُمْ: اونٹ کی طرح غٹ غٹ کر کے ایک گھونٹ سے نہ پیو، بلکہ دو تین گھونٹ کر کے پیو۔ جب پینے لگو تو اللہ کا نام لیا کرو (یعنی

بسم الله الرحمن الرحیم پڑھا کرو) اور پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو" جس کے لیے بہترین اور مختصر جملہ ہے (الحمد للہ)

اس حدیث مبارکہ میں تین ہدایات ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ پانی یک بارگی غٹ غٹ کر کے ایک گھونٹ میں پینے کے بجائے تھوڑا تھوڑا کر کے پینا چاہیے۔ بے صبری سے پانی چڑھانا اونٹ کی خصلت ہے اور اس میں کئی قباحتیں ہیں۔ اس سے اکثر گلے میں پھندا لگ جاتا ہے جسے "اچھو لگنا" کہتے ہیں اور دل کی حرکت پر الٹا اثر پڑتا ہے۔ نیز پیاس اس سے اور بھڑکتی ہے۔ طبیعت سیر نہیں ہوتی۔

دوسرا ارشاد یہ ہے کہ ابتدا اللہ کے نام سے کرنی چاہیے کہ اس میں ہزار برکتیں ہیں۔ آدمی بسم اللہ پڑھ کر نہ کسی حرام چیز کو منہ لگا سکتا ہے نہ کسی غلط کام کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ پھر جو سکون اور صبر و قرار اللہ کے نام سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور ذریعہ سے میسر نہیں آسکتا۔

تیسری ہدایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے سیراب ہونے کے بعد اس کا شکر ادا کرو۔ ناشکرے ناقدرے نہ بنو۔ زبان سے الحمد للہ کہنے کی عادت ڈالو گے تو دل کے اخلاص اور عمل میں خیر و خوبی کی راہیں بھی کھل جائیں گی کہ شکر سے اصل مقصد یہی ہے۔

پانی پینے کا اسوۂ نبوی آپ طب نبوی کے کالم میں حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پڑھ چکے ہیں جس میں حضور نے پانی پینے کے بارہ میں تین ہدایات دی ہیں۔ اس سلسلہ میں خود حضور کا اپنا طریقہ ملاحظہ کیجیے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ عَلَى الْإِنَاءِ ثَلَاثَةَ أَنْفَاسٍ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ نَفَسٍ وَيَشْكُرُهُ عِنْدَ اٰخِرِهِنَّ۔

فرماتے ہیں۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ نوش فرماتے تو برتن سے تین گھونٹ لیتے۔ ہر گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے (الحمد للہ کہتے) اور آخر میں شکر الٰہی بجالاتے۔

تھوڑا تھوڑا کر کے پانی پینے کے فوائد بے شمار ہیں اور ان سب کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے۔ روحانیات یا اخلاقیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ اسلام محض روحانیات و اخلاقیات کا مذہب نہیں بلکہ ہر قسم کے کمالات کا ضامن ہے اسی لیے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے اور حضرت ختم المرسلین نے عملاً یہ سب کچھ کر کے دکھا دیا ہے۔

حضور تین گھونٹ کر کے پانی پیتے۔ ہر گھونٹ پر منعم حقیقی کی حمد کرتے اور سیر ہو کر اس کا شکر بجا لاتے —— درود و سلام ہو ان کی باکمال ذات پر۔

بیٹھ کر پانی پینا کھانے پینے کے آداب میں رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ملاحظہ کیجیے۔ اور اپنی زندگی کا شعار بنائیے۔ اس کے راوی ہیں حضور کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ وہ بیان کرتے ہیں۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی ممانعت فرما دی کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر کچھ پئے" آج کل ہمارے چھوٹے بڑے اس اسلامی ادب کی طرف چنداں دھیان نہیں دیتے۔ بلکہ کھڑے ہو کر کھانے پینے کو فیشن تصور کرتے ہیں۔

کھڑے ہو کر کھانا پینا فیشن ضرور ہے لیکن اچھا فیشن نہیں۔ اچھا فیشن وہ ہے جو ہمارے دو جہان کے سردار کی نگاہوں میں اچھا ہے کہ ان کا کوئی حکم اور کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں۔

حضور اکرم آبِ زم زم کھڑے ہو کر پیتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس روایت کے ساتھ اس عمل کی وجہ بھی بیان کر دی اور وہ ہے زم زم پر لوگوں کا ہجوم اور اژدحام۔ چنانچہ آبِ زم زم کو قبلہ رُو کھڑے ہو کر پینا امت کے لیے سنت نبوی ہو گیا۔ یہ ہے اتباع نبوی کا ایک ادنیٰ نمونہ۔ انھیں چھوٹی چھوٹی باتوں سے زندگی کا رخ پلٹتا ہے اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

پانی میں سانس لینا طب نبوی کے کالم میں ہم پانی پینے کے ادب کے موضوع پر احادیث نبوی

پیش کر رہے ہیں۔ اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد پُر مغز ارشادات کی نشان دہی کر چکے ہیں مثلاً

۱۔ پانی بسم اللہ پڑھ کر پیا جائے۔

۲۔ ایک سانس ہی میں نہ پیا جائے بلکہ تین گھونٹ میں تھوڑا تھوڑا کر کے پیا جائے۔

۳۔ پانی پی کر اللہ کا شکر ادا کیا جائے جس کے لیے مسنون الفاظ ہیں الحمد للّٰہ۔

حضور اکرمؐ خود اس طریقہ سے پانی نوش فرماتے تھے بلکہ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ آپ ہر گھونٹ میں الحمد للّٰہ کہتے اور آخر میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتے۔

۴۔ پانی پینے کے آداب میں چوتھی بات یہ ہے کہ پانی کھڑے ہو کر نہ پیا جائے۔ افسوس ہمارے ہاں بوفے سسٹم (BUFFET) جدید تہذیب کا خصوصی نشان اور طرۂ امتیاز بن گیا ہے۔

آب زم زم کھڑے ہو کر اور رُو بقبلہ ہو کر پینا مسنون ہے۔ اس کی حکمت اور مصلحت ظاہر ہے۔ ایک طرف چاہ زم زم پر حجاج اور زائرین کا ہجوم دوسرے اس کا تقدس اور احترام۔

اس سلسلے میں ہم حضور ختمی مرتبتؐ کا ایک اور ارشاد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ۔ رسول اللہؐ نے منع فرمایا ہے کہ پانی میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے۔

حقہ کی طرح پانی کے برتن میں گڑگڑانا یا پانی پیتے ہوئے اس کے برتن میں پھونکیں مارنا حفظان صحت کے اصولوں کے منافی ہے خصوصاً اس صورت میں جب کہ اس برتن سے دوسرے پانی پینے والے ہیں۔ غور کیجیے حضورؐ کا یہ ارشاد حکمت کے اصولوں میں کس قدر بھاری ہے۔ ڈاکٹر طبیب آج جو باتیں کرتے ہیں حضورؐ نے صدیوں پہلے بتلا دی تھیں۔

پانی پینے کے بعد دعا | پانی پینے کے آداب آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی وہ دعا نقل کرتے ہیں جو حضورؐ پانی نوش جان فرمانے کے بعد کیا کرتے تھے۔ اس دعا کے راوی ہیں۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ۔ ان کا بیان ہے۔

کَانَ یَقُوْلُ بَعْدَ الشُّرْبِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَ لَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (الطبرانی) "کچھ پینے کے بعد حضور فرماتے تمام تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس نے اپنی رحمت سے پانی کو میٹھا اور خوشگوار بنایا اور ہماری خطاؤں کی پاداش میں اسے کھارا اور نمکین نہیں کر دیا۔"

اللہ اللہ۔ افضل البشر اور سرور کائنات ہونے کے باوجود اللہ کریم کے حضور کس قدر اپنی سپاس گزاری کا اظہار ہے ـــــ سچ ہے پانی میٹھا اور گوارا ہے تو ذات باری تعالیٰ کی رحمت سے ہے۔ کسی بندہ کی کون سی ایسی نیکی ہے کہ وہ اس نعمت کو اس نیکی کا نتیجہ قرار دے سکے۔ ہمارے پلے کیا دھرا ہے اور ہمارا اپنا کیا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اس کے دینے دلانے سے ہم اللہ کی کسی نعمت کے حق دار ہو سکتے ہیں۔

دعا کے دوسرے حصہ میں رحمتِ عالم نے ہم جیسے اپنے خطا کار امتیوں کو یہ بات سمجھا دی کہ خرابیاں کسی قسم کی ہوں۔ خواہ کھانے پینے کی ہوں وہ بندوں کے اپنے اعمال و افعال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ورنہ وہ رحیم و کریم تو اپنے بندوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مشفق ہیں۔

از مولانا حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ — تخریج از حافظ ثناء اللہ خان فاضل مدنی

صدقۃ الفطر اور عید الفطر کے احکام و مسائل

رویت ہلال ہلال عید کی شہادت کے لیے دو مسلمانوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک کی شہادت منظور نہیں ہو سکتی۔[1] (مشکوٰۃ)

رویت ہلال کی دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔ (ترمذی)

صدقۃ الفطر انسان سے بتقاضائے بشریت حالت روزہ میں بعض خطائیں اور غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر فرض کیا، تاکہ روزے پاک صاف ہو کر مقبول ہو جائیں[2] جس طرح رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں اسی طرح صدقۃ الفطر فرض ہے۔

صدقۃ الفطر کس پر فرض ہے ہر مسلمان پر[3] چھوٹا ہو یا بڑا۔ غلام ہو یا آزاد، روزہ رکھتا ہو یا نہ، جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے ہیں ان پر بھی فرض ہے۔ نماز عید سے پہلے جو بچہ پیدا ہو اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ مساکین کو اس روز سوال سے بے نیاز کر دیا جائے۔

صدقہ فطر کس کا حق ہے حدیث میں ہے: لا یاکل طعامک الا تقی[4] پس صدقہ فطر اور سالانہ زکوٰۃ مسلمان نمازی دین دار، محتاجوں کا حق ہے، بے نمازوں اور بے دینوں کا اس میں کوئی حق نہیں، مساجد کے اماموں کو امامت کی اجرت پر بھی نہ دینا چاہیے، مسکین سمجھ کر دینا چاہیے بشرطیکہ وہ مسکین ہوں۔

---

[1] احمد، ابوداؤد (منذری نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے) دارقطنی وقال اسنادہ حسن ثابت [2] ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم، بیہقی [3] متفق علیہ [4] مشکوٰۃ (باب الحب فی اللہ ومن اللہ) ص۴۲۶ بحوالہ ترمذی۔ ابوداؤد دارمی۔ وفی روایۃ فاطعموا طعامکم الاتقیاء۔ بیہقی فی شعب الایمان وابونعیم فی الحلیہ۔

صدقۃ الفطر کس چیز سے اور کس قدر دینا چاہیے | صدقۃ الفطر اجناس خوردنی سے دیا جائے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو اور ہر چیز سے صاع حجازی دینا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے صاع حجازی سے ہی صدقہ فطر ادا کیا ہے جس کا وزن ہمارے اوزان کے لحاظ سے تقریباً پونے تین سیر انگریزی بقول محدثین صاع حجازی پانچ رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل آٹھ چھٹانک کا جو تمہارے حساب سے دو سیر دس چھٹانک تین تولہ چار ماشہ ہوتے ہیں مگر احتیاطاً پونے تین سیر دے دینا بہتر ہوتا ہے۔

صدقۃ الفطر کس وقت دیا جائے[1] | و عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے

ب۔ اگر عید کے بعد ادا کیا تو صدقہ فطر شمار نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر عید جانے سے پہلے ادا کرو۔ (بخاری)

ج۔ عید سے دو تین روز بیشتر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ دو دن پہلے ہی صدقہ فطر مساکین کو دے دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ ابن عمرؓ صدقہ فطر عید سے دو تین روز پہلے اس شخص کے پاس بھیج دیتے جس کے پاس جمع ہوتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر اور زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو کر بصورت بیت المال صاحب حاجات پر تقسیم کی جائے تو نہایت بہتر ہے۔ اس سے بڑے بڑے اسلامی کام نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اس کا احساس پیدا کرے۔ آمین

صدقۃ الفطر میں نقدی دینا بھی جائز ہے | فقراء کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے صدقۃ الفطر میں غلہ کی بجائے نقدی، پیسے دینا بھی جائز ہے[1]، حدیث میں ہے۔

اغنوھم فی ھذا الیوم (دار قطنی) یعنی اس دن فقراء کو بے پرواہ کر دو۔

اس حدیث سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ مساکین کی ضروریات کے مطابق غلہ کے حساب سے

---

[1] بدایۃ المجتہد تہذیب الاسماء واللغات نووی [2] ا۔ بخاری ب۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم۔

ج۔ حضرت ابو ہریرۃ کی روایت حفظ زکوٰۃ رمضان سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جو صحیح بخاری میں غالباً تین مقامات پر ہے۔ اور نسائی، اسماعیلی، ابو نعیم وغیرہ بھی لائے ہیں۔ [3] اس کا اندازہ آج کل تقریباً ڈیڑھ روپیہ ہے۔

نقدی دے سکتے ہیں۔

شبِ عید کی فضیلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات کو عبادت سے زندہ رکھا، اس کا دل اس دن نہ مرے گا جبکہ سب دل مر جائیں گے یعنی فتنوں کے زمانہ میں یا حشر کے دن شاداں و فرحاں ہو گا۔[۱]

عید کے دن روزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔[۲] (المشکوٰۃ)

عید کے دن کھانا عید الفطر کے روز کچھ کھا کر نماز کے لیے جانا اور عید الاضحیٰ سے پیشتر کچھ نہ کھانا مسنون ہے۔[۳]

مسجد میں عید پڑھنا خلاف سنت ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں صحرا اور میدان میں نمازِ عید پڑھنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۰۰)

شرعی عذر ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازِ عید مسجد میں پڑھائی۔[۴] (مشکوٰۃ)

مقام غور ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کا ثواب رکھتی ہے۔ پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو چھوڑ کر عید کی نماز باہر پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نمازِ عید میدان اور صحرا میں پڑھنی چاہیے۔ بلا عذر مسجد میں نمازِ عید پڑھنا خلافِ سنت ہے مگر افسوس ہے کہ آج کل اس کا عام رواج ہو چکا ہے۔

شاہ جیلانیؒ کا فرمان حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

والاولیٰ ان تقام فی الصحراء وتکرہ فی الجامع الا لعذر (غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص ۵۴۲)

مستورات عید گاہ میں ام عطیہؓ فرماتی ہیں۔ ہمیں دربار نبوی سے حکم ہوا کہ ہم حائضہ اور پردہ نشین مستورات کو بھی عیدین میں (اپنے ہمراہ) نکالیں تاکہ وہ مسلمانوں کی دعا اور جماعت میں شامل ہو جائیں۔

---

[۱] مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۹۸ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط [۲] بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابن ماجہ [۳] ابن ماجہ، دارمی، احمد، ابن حبان، دارقطنی، حاکم، بیہقی [۴] ابوداؤد (منذری نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے) ابن ماجہ، حاکم، بیہقی۔

لیکن حائضہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ ایک خاتون نے عرض کیا۔ اے رسولِ خدا! بعض دفعہ کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی فرمایا اس کی سہیلی اپنی چادر میں اسے چھپا کر لے آئے۔ [له و]

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں اور ازواج مطہرات کو عیدین میں لے جایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

عیدگاہ کو پیدل آنا جانا اور آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا سنت ہے۔ (ب) ترمذی۔ مشکوٰۃ

نماز عید کا طریقہ [ته] نماز عید خطبہ سے پہلے صرف دو رکعت ہے۔ ب۔ اس میں نہ اذان ہے نہ اقامت، (تکبیر) ج۔ عیدگاہ میں منبر لے جانا یا بنانا خلاف سنت ہے۔

تکبیرات عیدین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قرأت سے پہلے کہتے تھے۔ [ته] (ترمذی)

قرأت نماز عیدین [ته] (۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں ھل اتاک حدیث الغاشیہ (مسند احمد) اور کبھی اسی ترتیب سے سورۃ قٓ اور اقتربت الساعۃ (سورۃ قمر) پڑھتے (ترمذی) ابو داؤد، ابن ماجہ (وغیرہ)

شاہ جیلانی اور نماز عید حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ مسائل عید کے بیان میں فرماتے ہیں۔ وھی رکعتان یکبر فی الاولی بعد دعاء الافتتاح وقبل التعوذ سبع تکبیرات وفی الثانیۃ خمس تکبیرات قبل القرأۃ یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ (غنیۃ مطبع صدیقی لاہور ص۵۵)

نماز عید دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں

له و۔ بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ، بیہقی وغیرہم (ب)، احمد، دارمی، ابن حبان حاکم۔ ته ۱۔ بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی جلد ۳ ص ۲۹۶ ب۔ مسلم، احمد ابو داؤد، ترمذی، بیہقی جلد ۳ ص ۲۸۴ ج۔ بخاری ته ابن ماجہ، دار قطنی، ابن خزیمہ، بیہقی، طحاوی ابن عدی اور دارمی طبع جدید جز ۱ ص ۳۱۵ عن عبد اللہ بن محمد بن عمار عن ابیہ عن جدہ مسلم ته (۱) ترمذی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی (ب) مسلم

قرات سے پہلے کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے۔

عید کی جماعت | خدانخواستہ کوئی شخص عید کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکا تو اسی میدان میں وہ خود مسنون طریقہ سے دو رکعت نماز ادا کرے۔ بخاری[1]

مبارک بادی[2] | نماز عید کے بعد مسلمان آپس میں ملاقات کریں تو ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد ان الفاظ میں دیں۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کی عید اور دیگر اعمال صالحہ قبول فرمائے۔

شوال کے چھ روزے | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھ کر عید کے بعد چھ روزے ماہ شوال کے رکھے وہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب پائے گا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ[3])

حدیث میں مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ کے الفاظ ہیں۔ یعنی رمضان شریف کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے اس کے پیچھے لگائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے بعد متصل روزے رکھے۔ فقط

خوشخبری

خطیب ملت حضرت مولانا حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے حافظ محمد ایوب نے امسال رمضان میں مدرسہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں قرآن مجید سنایا ہے۔ حضرت حافظ صاحب کے احباب کو یہ خبر سناتے ہوئے ہم خوشی محسوس کر رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب کی اس یادگار کو ان کا خلف الصدق بنائے ــ آمین

حافظ محمد ایوب نے صرف آٹھ سال کی عمر میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور اس سال میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔ (ادارہ)

---

[1] فی ترجمۃ الباب [2] اصل روایت طبرانی کبیر میں ہے

نوٹ:۔ طبرانی کبیر آج تک مخطوط ہے اس کا ایک نسخہ دار العلوم (جرمنی) میں موجود ہے۔

[3] احمد، ابو داؤد، دارمی، بیہقی وغیرہ۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر مجمع الزوائد ترغیب و ترہیب

ادارہ

غلط کار لوگوں سے ہشیار ہو جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے

ووٹ کی یہ پرچی صرف کاغذ کا ٹکڑا نہیں، آپ کا نامۂ اعمال بھی ہے۔

دوڑ و زمانہ چال قیامت کی چل گیا ۔ اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی

گو اگلے وقتوں میں الیکشن اور انتخابات کی یہ فنی شکل مروج نہیں تھی تاہم اثرات اور عوامل جن کے ذریعے کچھ شاطر لوگ عوام پر مسلط ہو جاتے ہیں، وہ تقریباً تقریباً آج سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے۔ غور فرمائیے۔ یہ کتنا بڑا سانحہ اور المیہ ہے کہ دنیا میں جتنے سرکش، متکبر، اچکے اور مفسد لوگ ہیں ساری دنیا کی نگاہ میں برے ہی ہوتے ہیں، لیکن افسوس! ہر مقام پر سارے لوگ، مقدم بھی انہی کو رکھتے ہیں، ان کی ہی سنتے ہیں اور ان کے ہی کہے پر چلتے ہیں۔ اللہ والوں کی نہ کوئی سنتا ہے اور نہ ہی ان کے کہے کا کوئی اعتبار کرتا ہے۔ قرآن کریم نے ان کی اسی ذہنیت اور روش کا گلہ اور شکوہ کیا ہے۔

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (پ ۱۲ ہود ع ۵)

اور (اے پیغمبر!) یہ (اجڑی ہوئی بستیاں جو تم دیکھتے ہو وہی قوم) عاد (کے لوگ) ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے حکموں سے انکار کیا، اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش، دشمن (خدا) کے حکموں پر چلتے رہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (پ ۱۲ - ہود ع ۸)

وہ کہنے لگے کہ اے شعیب! جو باتیں تم کہتے ہو ان میں سے اکثر تو ہماری سمجھ میں آتی نہیں۔

اس کے علاوہ ہم تم کو اپنے (لوگوں) میں کمزور پاتے ہیں اور اگر تمہاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہم پر تمہارا کوئی دباؤ تو ہے نہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا۔

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط (الف)

بھائیو! کیا اللہ سے بڑھ کر تم پر میری برادری کا دباؤ ہے۔

برادری سسٹم نے جیسے پہلے لوگوں کی آخرت اور ایمان تباہ کیا تھا۔ ویسا ہی آج بھی ہو رہا ہے دنیا کام لیتی ہے تو حق کا واسطہ دے کر نہیں برادری کا نام لے کر لیتی اور دیتی ہے اس لیے انجام بھی اس سے مختلف نہیں نکل رہا اور نہ کبھی مختلف نکلے گا۔

حق کی راہ میں جو لوگ رکاوٹ بنتے اور فتنے کھڑے کرتے رہے ہیں، عموماً بڑی برادری، جتھے والے خوش حال اور با اثر لوگ ہوتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ رپ ۲۲ - السبا ع)

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی (رسولِ خدا) خدا سے ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے آسودہ لوگوں نے (اترا کر) ان سے کہا کہ جو (پیغام) دے کر تم کو بھیجا گیا ہے۔ ہمیں وہ منظور نہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم مال اور اولاد (تم سے) زیادہ رکھتے ہیں اور (آخرت میں بھی) ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔

ان آسودہ حال لوگوں کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ط وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ رپ ۲۸ - المنفقون)

اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے ڈیل ڈول آپ کی نظروں میں کھب جائیں اور بات کریں تو آپ اس کو (توجہ سے) سنیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آسودہ حال منکرین حق کے بارے میں فرمایا کہ یہ دھن دولت اور وہ برادری، کوئی شے بھی قابلِ رشک نہیں ہے بلکہ فتنہ ہیں۔

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (پ ۱۰۔ التوبہ ع ۱۱)

اور ان کے مال اور اولاد تمہارے لیے موجب تعجب نہ ہوں (دراصل) خدا چاہتا ہے کہ (مال و اولاد کی کثرت کی وجہ سے) ان کو دنیا میں مبتلائے عذاب رکھے اور ان کی جان نکلے (تو اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں (تاکہ اخروی عذاب بھی ان کے لیے ضروری ہو)

ان بد لوگوں کے بارے میں یہ خدائے برحق کی باتیں ہیں، گو آج آپ نہ کہیں، لیکن کل آپ بھی چلا چلا کر یہی کہیں گے اور ان کے پیچھے چلنے کے جو بد نتائج نکلیں گے اُن کو دیکھ دیکھ کر آپ بھی پچھتائیں گے مگر اس وقت اس کا کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۔

اور کاش تم دیکھو، جب (قیامت کے دن یہ) ظالم اپنے رب کے حضور میں (جواب دہی کے لیے) ٹھہرائے جائیں گے (اور) وہ ایک دوسرے کی بات کو رد کر رہے ہوں گے، کمزور (اور ادنیٰ درجے کے لوگ) بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ہی ایمان کی بات مان لیتے۔

لیکن یہ شاطر اور مکار لوگ، چپ رہنے والے کہاں، سن کر بولیں گے :۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ ۖ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ (پ ۲۲۔ السبا ع ۴)

(یعنی اس پر) بڑے لوگ کمزوروں سے کہیں گے کہ (بتاؤ تو سہی) جب تمہارے پاس ہدایت آئی تو کیا اس کے آنے کے بعد ہم نے تم کو (زبردستی) اس (پر عمل کرنے) سے روکا تھا؟ بلکہ تم خود ہی جرائم پیشہ اور قصوروار تھے۔

ہو سکتا ہے کہ بڑے لوگوں نے زبردستی ان کی راہ نہ ماری ہو، لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے کہ شاطرانہ چالوں اور مکر و فریب کے ذریعے تو یہ لوگ کوئی کمی نہیں کرتے اور یہ سبھی جانتے ہیں، اس لیے اس کے

جواب میں کمزور کہیں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (پ ۲۲ - السبا ع ۴)

اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (زبردستی تو نہیں) مگر (ہاں تمہاری) رات دن کی چالوں نے (روکا)

آج کل یہ لوگ اسلامی نظام حکومت کو روکنے کے لیے جو چالیں چل رہے ہیں، کیا وہ ان کی ان فریب کاریوں سے کچھ زیادہ مختلف ہیں؟

سورہ بقرہ میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا (پ ۲ - البقرہ ع ۲۰)

اور جو بات (ان ظالموں کو عذاب دیکھنے پر سوجھ پڑے گی، اے کاش! اب سوجھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور (نیز) یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے۔ (یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہوگا کہ) اس وقت گورو (اپنے) چیلے چانٹوں سے دست بردار ہو جائیں گے اور عذاب آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات (سب) ٹوٹ ٹاٹ جائیں گے اور چیلے بول اٹھیں گے کہ اے کاش! ہم کو (ایک دفعہ دنیا میں) پھر لوٹ کر جانا ملے تو جیسے یہ (لوگ آج) ہم سے دستبردار ہوگئے ہیں (اسی طرح کل کو) ہم بھی ان سے دستبردار ہو جائیں۔"

اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (ایضاً)

یوں اللہ ان کے اعمال ان کے آگے لائے گا کہ ان کو (وہ اعمال سر تا سر (موجب) حسرت دکھائی دیں گے۔ اور (اس پر بھی) ان کو دوزخ سے نکلنا (نصیب) نہیں ہوگا۔

جو لوگ، غلط کار لوگوں کو آگے لانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو ان سطور کا بغور مطالعہ کر

لینا چاہیے۔ شاید ان کو اپنی کارستانیوں کا انجام سمجھ میں آجائے۔

فرعون اور اس کی پارٹی جیسی کچھ تھی، کسی سے پوشیدہ نہیں، ان کی جاہ و حشمت سے مرعوب ہو کر یا للچا کر جن لوگوں نے ان کے اقتدار کو طول دینے اور مستحکم کرنے میں حصہ لیا تھا حق تعالیٰ ان کے بدانجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ه وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ه قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِیْهَآ (پ ۲۴۔ المومن ع ۵)

اور جس دن قیامت برپا ہوگی (اس دن ہم حکم دیں گے کہ) فرعونیوں کو سخت سے سخت عذاب میں (لے جاکر) داخل کرو۔ اور وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابعدار تھے تو کیا (اب) تم ہم پر سے تھوڑی سی آگ بھی پرے ہٹا سکتے ہو؟ بڑے لوگ بولیں گے کہ (اب تو) ہم (تم) سب اسی (آگ) میں پڑے ہیں۔

اس کے بعد قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ جہنم کے داروغے کی منت سماجت کریں گے کہ وہ کسی طرح اللہ میاں سے سفارش کریں کہ وہ کسی دن ہی ہم سے عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ جواب دیں گے: کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول احکامِ الٰہی لے کر نہیں پہنچے تھے۔ کہیں گے: ہاں پہنچے تھے اس پر وہ جواب دیں گے تو پھر خود ہی خدا سے عرض معروض کرو۔ مگر ان کی یہ ساری فریادیں رائیگاں جائیں گی۔ پھر فرمایا اپنے رسولوں اور مسلمانوں کی ہم ضرور مدد کریں گے۔ دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی۔ باقی رہے وہ ظالم تو فرمایا:۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (ایضاً)

(قیامت کا وہ) دن جس دن ظالموں کو ان کی معذرت (کچھ بھی) نفع نہ دے گی اور ان پر خدا کی پھٹکار ہوگی اور ان کو (بہت ہی) برا گھر (رہنے کو) ملے گا۔

جب منکرین حق ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے تو غصے میں جل بھن کر رب سے کہیں گے۔

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ (پ ۲۴ ـ حم سجدہ ع ۴)

الٰہی شیطان اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا (ایک نظر) ان کو بھی تو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پیروں تلے (مسل) ڈالیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (پ ۲۲ ـ احزاب ع ۸)

جب ان (نابعداروں) کے منہ (سیخ کے کباب کی طرح دوزخ کی) آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے اور (وہ مارے افسوس کے) کہیں گے: اے کاش! ہم نے (دنیا میں) اللہ کا کہا مانا ہوتا، رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور وہ (یہ بھی) کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے رئیسوں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انھوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب! ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی (سے بڑی) لعنت کر۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (پ ۱۹ ـ الفرقان ع ۳)

اور جس دن نافرمان (مارے افسوس کے) اپنے ہاتھ کاٹے گا (اور) کہے گا: اے کاش! میں (بھی) رسول کے (دین کے) رستے لگ لیتا۔ ہائے میری کم بختی! اے کاش! میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا۔ اس نے تو "یادداشت" (الٰہی) کے آنے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان کا قاعدہ ہے کہ وقت پڑے پر، انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! کل جوان کے خلاف لاحاصل واویلا کرو گے، آج ہی ان سے الگ ہو کر صالح لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں ہو لیتے۔ اب ہوش میں آگئے تو کچھ بن جاؤ گے لیکن حسرت و نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

بہرحال اتنی چیخ و پکار کے بعد بھی ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں نکلے گی، کیونکہ اللہ کے رسول بھی ان کی سفارش کرنے کے بجائے، ان کے خلاف ہی ایک اور مقدمہ کھڑا کر دیں گے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (ایضاً)

اور اس وقت پیغمبر (محمد رسول اللہ، خدا کی جناب میں) عرض کریں گے کہ اے میرے رب! میری امت نے اس قرآن کو یونہی سی شئے سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔

جب رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف خدا کے حضور میں مقدمہ دائر کریں گے تو کوئی بتائے، چھٹکارے کی کوئی اور صورت باقی رہ جائے گی؟

الیکشن کے ان دنوں میں بھی کچھ اسی قسم کا سماں بنا ہوا ہے۔ عوام کو بڑے لوگ حیلے بہانوں سے بہکا کر قرآن اور رسولِ پاک کی سنت سے دور لے جا رہے ہیں، اور لوگ ہیں کہ، جان بوجھ کر ان کے پیچھے دوڑے جا رہے ہیں اور یہ قطعاً نہیں سوچتے کہ جن لوگوں کے پیچھے لگ کر ہم بھاگے جا رہے ہیں، کل اس کا انجام کیا ہو گا۔

آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ، یہ شاید جنگ اقتدار ہے۔ حالانکہ بات صرف اتنی نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان انتخابات کے ذریعے آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پاکستان میں حق کا بول بالا ہو یا باطل کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام برحق کی جیت ہو یا کارل مارکس یا کسی اور عدو اللہ کی، خیر اور شر، اسلام اور کفر کے اس معرکہ میں کس کی ہار ہو اور کس کی جیت ہو۔ یقین کیجیے! اس الیکشن کے نتائج نہایت دور رس ہوں گے، ووٹ کی "پرچی" صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا نہیں ہے، بلکہ آپ کا نامۂ اعمال ہے ـــ کیونکہ آپ کو ملت اسلامیہ کی قیادت اور رہنمائی کے لیے ایک موزوں انسان کا انتخاب کرنا ہے۔ اگر اس کے لیے کسی برے اور نا اہل انسان کو منتخب کیا تو ملت محمدیہ پر یہ آپ کا بہت بڑا ظلم ہو گا۔ اس لیے آپ کو نہایت غور اور ہوش کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیے، اسے کاروبار یا کھیل نہ تصور فرمائیں۔ کل خدا کے حضور میں پیشی ہو گی۔ سوچ لیجیے کہ وہاں کیا جواب دیں گے؟ باقی رہی دولت اور برادری؟ یقین کیجیے ان میں سے کوئی شے بھی آپ

کے کام نہ آئے گی بلکہ الٹا لے ڈوبیں گی۔

آپ کو یوں بھی سوچنا چاہیے کہ:

اس وقت جو لوگ آپ کو بلا رہے ہیں، وہ کیسے ہیں، ان کی زندگی کے رنگ ڈھنگ کیا ہیں نعرے کیسے ہیں، اس سفر میں ان کے پیچھے چل کر، خدا کے حضور میں پہنچیں گے یا ادھر ادھر کے کسی اور آستان پر۔ ان کی یاری اور دوستی پر خدا کی طرف سے "شاباش" ملے گی یا پھٹکار۔ ان کی رفاقت میں آپ "مجلا" بن رہے ہیں، یا خدا سے غافل ہو رہے ہیں۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان لوگوں کے ساتھ دیکھ پائیں تو کیا وہ خوش ہوں گے یا آپ کا دل برا ہو گا۔ اگر یہ لوگ، آپ کے ووٹوں سے کامیاب ہو جائیں تو وہ واقعی دین اسلام کی ترقی چاہیں گے اور وہ اسلامی دستور بنانا بھی چاہیں تو کیا بنا بھی سکیں گے۔ ان کو قرآن پاک اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سنت کا فہم کتنا حاصل ہے۔ قابلِ اعتماد ہے یا گزارہ۔ اتنی باتیں سوچے بغیر اگر آپ نے اپنا ووٹ استعمال کیا تو خدا کے ہاں آپ مجرم ہوں گے۔ اگر جان بوجھ کر ووٹ بے جا استعمال کیا تو اپنی آخرت کا آپ نے ستیاناس کیا۔ حضور کا ارشاد ہے کہ:

من شر الناس منزلۃ یوم القیمۃ عبد اذھب اخرتہ بدنیا غیرہ (ابن ماجہ۔ ابو امامہ)

قیامت کے دن سب لوگوں سے بدتر درجہ اس شخص کا ہو گا جس نے کسی کی دنیا کے لیے اپنی آخرت گنوا دی۔

بالخصوص آج کل ووٹوں میں تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ اقتدار کے چسکے کوئی لیتا ہے اور خون پسینہ اور ایمان کوئی گنواتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ضرورت مدرس

فاضل نوجوان جناب محمد زبیر سپرا

مشرقِ وسطیٰ کا المیہ

ڈاکٹر جارج حبش نے مشرقِ وسطیٰ میں حسن بن صباح کا کردار پیش کیا ہے۔

آزادیٔ فلسطین کی تحریک کا آغاز جس خلوص اور حسن نیت سے ہوا تھا اس نے مسلمانوں کی رگوں میں ایک تازہ ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی تمام دنیا میں تعریف کی گئی۔ مگر جلد ہی یہ تحریک عالمی سیاست کے گرگوں کا شکار ہو گئی۔ بعض عناصر جہاد اور آزادی کا نعرہ لگاتے ہوئے اس میں اس طرح داخل ہوئے کہ انہیں شک و شبہ سے دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی مگر جب ان کی تعداد میں اضافہ ہوا اور وہ تنظیم میں مؤثر حیثیت کے حامل ہو گئے تو انھوں نے اپنے گھناؤنے عزائم کے بال و پر نکالنے شروع کر دیے۔ حتیٰ کہ یہ تنظیم بارہ چھوٹی چھوٹی تنظیموں میں بٹ گئی۔

بدباطن عناصر ان میں کچھ وہ عناصر ہیں، جو مسلمانوں اور بالخصوص عالمِ عرب کے خلاف، روس، امریکہ اور چین کی طرف سے سازشوں میں مصروف ہیں۔ بعض ان میں انتہا پسند اشتراکی (سوشلسٹ) ہیں بعض دائیں اور بعض بائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان حالات میں ایک سادہ لوح عرب ان کی منافقانہ سرگرمیوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسے اتنا معلوم ہے کہ یہودیوں نے ہماری سرزمین پر قبضہ کر لیا ہے جن کی امریکہ اور برطانیہ کی عظیم طاقتیں پشت پناہی کر رہی ہیں۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اولین دشمن صرف امریکہ، برطانیہ اور دیگر سامراجی حکومتیں ہیں لیکن انھوں نے اپنی ہی بغل میں چھپے ہوئے دشمن کو نہ پہچانا جس نے حسن بن صباح کا کردار ادا کر کے ایک بار نہیں کئی بار انہیں اور ان کے بھائیوں کا اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں کشت و خون کرا کے ان کی سرزمین کو لالہ زار بنا دیا۔

ڈاکٹر جارج جبش ان انتہا پسند تنظیموں میں ڈاکٹر جارج جبش کی تنظیم ایسی ہے جو طیاروں کے اغوا اور اس قسم کی دوسری تخریبی سرگرمیاں کرا رہی ہے۔ جس سے اس کی غرض یہ ہے کہ ایک طرف تو عرب ملکوں میں پھوٹ پڑے اور وہ آپس میں لڑیں بھڑیں اور دوسری طرف غیر ملکی طاقتیں براہ راست عرب ممالک میں جنگی فضا قائم کر کے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔ اس تنظیم نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ شاہ اردن کو سامراج کا پٹھو ثابت کر کے بدنام کیا جائے اور اس کے خلاف تمام تنظیموں کو بھڑکا کر اردن پر قبضہ کیا جائے۔ اردن پر قبضہ کرنے کے بعد یہی کھیل سعودی عرب میں کھیلا جائے اور اس پر بھی قبضہ کیا جائے۔ جب یہ دونوں حکومتیں شام، عراق اور متحدہ عرب جمہوریہ کی طرح سوشلسٹ بن جائیں گی تو اس کے بعد اسرائیل پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ سارا مشن یہودیوں کے مفاد میں جاتا ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک یہ تنظیم یہودیوں کے مقاصد کی تکمیل کے لیے مصروف ہے۔

شاہ حسین کا اندازہ صحیح تھا شاہ حسین جیسا عظیم مدبر، دلیر اور جرات مند انسان اور اسرائیل جیسی خوفناک طاقت سے شیروں کی طرح لڑ جلنے والا مرد مجاہد ان تمام خرابیوں کو جانتا تھا جو حریت پسندوں میں پنپ رہی تھیں۔ چنانچہ موجودہ بحران کے دوران اس نے ٹھیک ٹھیک اندازہ لگایا کہ اس خانہ جنگی کی باعث حریت پسندوں میں بعض نام نہاد اور انتہا پسند تنظیمیں ہیں۔ چنانچہ اس خانہ جنگی سے نپٹنے کے لیے اس نے اپنے تمام اختیارات فوجی حکومت کو سونپ کر ڈاکٹر مجالی کو اس کا سربراہ مقرر کر دیا۔ اب شاہ حسین تین اطراف سے خطرات میں گھرے ہوئے تھے۔ ایک طرف تو وہ حریت پسندوں (جن کی امداد تمام سوشلسٹ عرب ممالک کر رہے تھے اور شامی فوجیں تو براہ راست اردن میں داخل بھی ہو گئی تھیں) نے اور دوسری طرف اسرائیل جس نے اپنی تمام افواج دریائے اردن کے پار دوسری طرف لا کھڑی کر دی تھیں اور تیسری طرف امریکہ اور برطانیہ جو اردن میں براہِ راست مداخلت کے لیے تیار تھے، ان حالات میں اردن کی وفادار فوجوں نے نہایت جانفشانی اور تدبر سے ان ابتر حالات پر قابو پایا۔ انھوں نے ٹھیک اندازہ لگایا کہ یہ سب شرارت انتہا پسند تنظیموں کے سربراہوں کی ہے۔ اس

لیے جارج حبش کے سر کی قیمت لگا دی۔ ذیل میں ہم اس تنظیم کی تخریبی کارروائیوں کا مختصر سا جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

گزشتہ دنوں اردن کے صحرا میں مختلف ملکوں کے تین جہازوں کے عین دوپہر کے وقت ایک زبردست دھماکے کے ساتھ پھٹتے ہی ایک گرد اٹھی جس میں بلند شعلے لپکتے ہوئے نظر آئے۔ چند ہی منٹ بعد ان جہازوں کے انجر پنجر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دور دور تک بکھر گئے۔ اس کے ساتھ ہی فتح و کامرانی کے نعرے بلند ہوئے اور کچھ لوگ ان جہازوں کے ملبے پر فاتحانہ انداز میں رقص کرنے لگے۔

یہ جہاز ان عرب حریت پسندوں کی ایک تنظیم کے چند فدائیوں نے اغوا کر کے عمان سے ۲۵ میل دور صحرا میں اتار دیے تھے جس کے رہنما وہی بدنام اور عیسائی ڈاکٹر جارج حبش ہیں۔ انھوں نے جہازوں کے مسافروں کو یرغمال کے طور پر رکھ لیا اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دی کہ اگر قید میں پڑے ہوئے حریت پسندوں کو آزاد نہ کیا گیا تو ان مسافروں کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔

بظاہر یہ بڑا دلیرانہ اقدام تھا اور حریت پسندوں کے لیے اس سے بڑا عظیم اور کارنامہ ہو بھی کیا سکتا تھا۔ اس لیے جب اس بہادری کے کارنامے کی شہرت تمام دنیا میں معترف نگاہوں سے دیکھی جانے لگی تو ان کی تنظیموں میں بعض انتہا پسندوں نے نتائج سے بے پروا ہو کر کچھ اس قسم کا پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ دنیا کی توجہ ان کے گھناونے عزائم کی طرف نہ جائے۔

دراصل انتہا پسند تنظیموں میں ڈاکٹر جارج حبش کی تنظیم پاپولر فرنٹ برائے آزادی فلسطین مارکس کے نظریات کی حامل ہے اس کا تعلق ماؤ سے ہے۔ گزشتہ دنوں جارج حبش نارتھ کوریا کے راستے پیکنگ سے واپس آئے جہاں سے انھوں نے ہتھیاروں اور رضاکاروں کی امداد حاصل کی اور مرحوم صدر ناصر اور شاہ حسین کی تسلیم کردہ جنگ بندی کے معاہدہ کی زبردست مخالفت شروع کر دی۔ اس نے بیان دیا کہ اگر اسرائیل کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت کی گئی تو ہم مشرق وسطیٰ کو جہنم زار بنا دیں گے۔ اسی تنظیم نے جولائی ۱۹۶۸ء میں ایک اسرائیلی جہاز کو اغوا کر کے الجزائر میں اتار دیا تھا۔ تنظیم کے گوریلوں نے جہاز اور اس کے مسافروں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آخر کار انھیں ۱۲ اسرائیلی مسافروں کو چھوڑ کر باقی تمام مسافروں کو رہا کرنا پڑا۔

یہ مسافر پانچ ہفتے تک ان کے قبضے میں رہے اور ان کے بدلے میں اسرائیل کو ۱۶ حریت پسندوں کو آزاد کرنا پڑا۔

اس کے اگلے ہی مہینے پاپولر فرنٹ نے ایتھنز، زیورچ اور میونخ کے ہوائی اڈوں پر حملہ کر دیا۔ زیورچ میں ان کا ایک آدمی مر گیا اور ۱۲ پکڑے گئے۔ گزشتہ فروری میں پھر اسی فرنٹ کے آدمیوں نے اسرائیل کو جانے والے جہاز کو دھماکے سے اڑا دیا جس کے نتیجے میں، ۴۷ آدمی مر گئے۔ بعد ازیں انھوں نے ایک بار پھر ایتھنز کے ہوائی اڈہ سے، ۴۷ آدمیوں کو پکڑ لیا۔ جن کے بدلے میں یونان کی حکومت کو، عربوں کو رہا کرنا پڑا جو دو آدمیوں کو قتل کرنے کے جرم میں جیل میں چلے گئے تھے۔

لیلیٰ خالد — گزشتہ جولائی میں ڈاکٹر حبش اور اس کے لیفٹیننٹ ڈاکٹر وادی ہداد نے جو حقیقت میں ایک ماہر تعمیرات ہے۔ ایک خطرناک منصوبہ بنایا جس کے متعلق اس فرنٹ کے نصف درجن آدمیوں کے سوا اور کسی کو علم نہ تھا۔ اتوار کی دوپہر کو اس فرنٹ کے دو آدمی ای ایل اے ایل ۲۱۹ میں سوار ہوئے۔ ان میں ایک عیسائی خاتون لیلیٰ خالد تھی جو فلسطین میں ایک سابق سکول استانی تھی۔ اس کا ساتھی مرد تھا جس کا آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ کون تھا۔ لیلیٰ کے پاس دو ہینڈ گرنیڈ تھے۔ وہ ۱۹۶۹ء میں اس محاذ میں شامل ہوئی تھی۔ اس وقت وہ ایک ۷۰۷ بوئنگ طیارے کو دمشق کی طرف لے جانے میں کامیاب ہوئی تھی، اس کے بم سے جہاز کا کاک پٹ ضائع ہو گیا تھا۔ اس وقت تک مسافر جہاز سے اتر چکے تھے۔ پرواز کے دوران اس نے جہاز کے عملے اور مسافروں کو بتایا کہ پاپولر فرنٹ مشرق وسطیٰ میں امریکی پالیسی کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا اور یہ اقدام اسی خاطر کیا گیا ہے آپ کو ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ لیلیٰ اور اس کے ساتھی کو توقع تھی کہ پروگرام کے مطابق فرنٹ کے دوسرے چھ ساتھی بھی ان سے جا ملیں گے۔ لیکن ای ایل اے ایل کے سیکورٹی افسروں نے دونوں کو شک کی بنا پر پکڑ لیا۔ جو سینی گال کے پاسپورٹ کے ذریعے سفر کر رہے تھے اور انھوں نے فرسٹ کلاس کی سیٹیں ریزرو کرا رکھی تھیں۔ آخری لمحے میں ای ایل اے ایل جہاز ۲۱۹

سے دونوں آدمیوں کو اتار دیا گیا۔

اپنے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے لیلیٰ خالد اور اس کے دوست نے اپنے تھیوں کا اس وقت تک انتظار کیا جب تک کہ جہاز نے ایمسٹرڈم کی فضاؤں میں پرواز نہیں شروع کی تھی۔

اغوا کی کوششیں فضا میں جہاز کے آتے ہی لیلیٰ اور اس کے ساتھی اپنی سیٹوں سے کود کر کھڑے ہو گئے۔ اور گرنیڈ اور پستول تان لیے اور فرسٹ کلاس کیبن کی طرف دوڑنے لگے۔ ان کے پیچھے جہاز کے عملے کا ایک آدمی اور حفاظتی افسر دوڑا۔ جب پائلٹ نے یہ منظر دیکھا تو اس نے جہاز کو بریک لگا کر ایک جھٹکا دیا۔ جس سے وہ لڑکھڑا گئے اور مسافروں نے دوڑ کر لیلیٰ خالد پر قابو پا لیا۔ اسی دوران حفاظتی افسر کو لیلیٰ کے ساتھی کے ساتھ باقاعدہ جنگ لڑنی پڑی جس میں لیلیٰ کا ساتھی مر گیا۔ لیلیٰ کے ہاتھ سے جو گرنیڈ گرے وہ پھٹ نہیں سکے اس لیے جہاز، اس کا عملہ اور تمام مسافر موت کے منہ سے بچ گئے۔ جہاز کو لندن اتار لیا گیا۔

اس حادثے کے ۴۵ منٹ بعد ایک اور جہاز ٹی ڈبلیو اے ایم، فرینکفورٹ سے اڑ کر بحیرہ شمالی پر پرواز کرنے لگا۔ اسی دوران جہاز کے کیپٹن سی ڈی وڈ نے وائرلیس کے ذریعے کہا کہ ہمیں اغوا کیا جا رہا ہے۔ پھر اس نے مشرق وسطیٰ کا راستہ لیا۔

قریباً انہی لمحوں کے دوران عرب حریت پسندوں نے ایک اور جہاز ڈی سی۔ ۸ کو اغوا کر لیا۔ یہ جہاز زیورچ سے نیویارک جا رہا تھا۔ جب وہ فرانس پر سے گزر رہا تھا تو فرانس کے زمینی کنٹرول پر جہاز میں ایک عورت کے بولنے کی آواز آئی کہ "جہاز ہمارے مکمل کنٹرول میں ہے ہماری منزلِ مقصود حیفہ ہے ہم کسی اور بات کا جواب نہیں دیں گے" اسی دوران ٹی ڈبلیو اے ایم، جہاز سے ایک نئے سگنل کی آواز آئی کہ یہ غزہ ہے۔

دراصل غزہ اور حیفہ ان کی منزل مقصود نہیں تھا بلکہ وہ جہاز اردن سے شمال مغرب کی طرف ۲۵ میل دور اتارے جانے تھے۔ اس علاقے کو برطانیہ کی جنگ عظیم دوم کے موقع پر تربیتی

ہوائی اڈہ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا اور اس کا نام "ڈاؤسنز" کا میدان رکھا گیا تھا۔

اس وقت رات تھی۔ دونوں جہاز اتار لیے گئے۔ ریت اور گرد کا ایک بادل اٹھا اور جہاز کے دریچوں سے جہاز کے اندر آ گیا۔ بہت سے مسافر ایمرجنسی دروازوں سے کود پڑے۔ ادھر دوسری طرف وہ دو حریت پسند جنہیں ای ایل اے ایل سے اتار دیا گیا تھا، نے پان امریکہ کے جہاز ۹۳ پر فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لے لیا۔ جونہی جہاز نے پرواز کے لیے پوزیشن اختیار کی تو گراؤنڈ کنٹرولر نے جسے ای ایل اے ایل نے چوکنا کر دیا تھا، کیپٹن جیک پرائڈی کو خبردار کیا۔ اس نے جہاز روک لیا اور مسافروں میں سے ان دونوں کو دیکھنے کے لیے اندر گیا۔ انہیں فرسٹ کلاس کی سیٹوں پر دیکھ کر ان کا سارا سامان چیک کیا مگر وہ کچھ نہ پا سکا۔ اس نے اطلاع دے دی کہ ان کے پاس کچھ نہیں اور جہاز پرواز کرنے لگا۔ جہاز ۲۸ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ اب ایک آدمی جلدی سے کاک پٹ کی طرف جاتا ہے اور پستول تان لیتا ہے۔ پھر پائلٹ کو بیروت کی طرف پرواز کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پائلٹ نے کہا کہ بیروت کا ہوائی اڈہ اس جہاز کے اتارنے کے قابل نہیں۔ لیکن وہ اس پر مصر رہا۔

بیروت میں حریت پسند (بارود کا بھرا ہوا) بورڈ پر ایک تھیلا لائے۔ ان میں سے ایک جہاز کے اندر ہی رہا۔ قاہرہ پر سے پرواز کے دوران حریت پسند نے ایک ایر ہوسٹس سے ماچس مانگی۔ اس نے ماچس دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم سگریٹ نہیں پی سکتے ہو کیونکہ جہاز اب اترنے والا ہے۔ ابھی جہاز سو فٹ کی بلندی پہ تھا کہ اس نے فیوز کو آگ لگا دی۔ حریت پسند نے مسافروں کو بتایا کہ آپ کے پاس صرف آٹھ منٹ باقی ہیں۔ کیپٹن کسی موزوں جگہ پہ جہاز اتارنا چاہتا تھا۔ جونہی جہاز نیچے اترنا شروع ہوا۔ جہاز کا عملہ اور مسافر ایمرجنسی دروازے کے پاس آ گئے۔ جہاز کھڑا ہو گیا۔ اسی دوران آواز آئی۔ آپ کے پاس صرف دو منٹ ہیں۔ لوگ دوڑ کر اترنے کی کوشش کرنے لگے۔ ابھی مسافر اتر کر تھوڑے ہی فاصلے پر گئے تھے کہ جہاز کو اڑا دیا گیا۔ مذکورہ تینوں چاروں جہاز سوئٹزرلینڈ، مغربی جرمنی، برطانیہ اور اسرائیل کے تھے۔

جن میں سے تین کو اُردن کے صحرا میں اتار لیا گیا۔ ان جہازوں کے عملے اور مسافروں کو یرغمال کے طور پر رکھ لیا گیا۔

پاپولر فرنٹ نے عورتوں، بچوں اور بوڑھے مسافروں کو عمان کے ہوٹلوں میں بھیج دیا ان میں یہودیوں کو بالکل علیحدہ کر دیا گیا۔

رہائی کے لیے مختلف تجویزیں طیاروں کے اغوا کے بعد سوئٹزرلینڈ نے اس بات کی سفارش کی کہ پانچ ملک ریڈکراس کی بین الاقوامی کمیٹی کا انتخاب کریں جو مسافروں کی فوری طور پر رہائی کیلئے مدد کرے۔ اس سلسلے میں برن میں فوری طور پر متعلقہ ملکوں کا ایک بورڈ بیٹھا۔ جنھوں نے اس ہنگامی صورتِ حال پر غور کیا، اینڈری رجپٹ نے مسافروں کو ہر صورت میں چھڑانے پہ زور دیا سوئٹزرلینڈ اور مغربی جرمنی نے عرب قیدیوں کو رہا کرنے کے سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کیا لیکن برطانیہ نے لیلیٰ خالد کی سودے بازی کو ترجیح دی۔ اسرائیلی نمائندے نے اس سے اتفاق نہ کیا بہر حال وہ اس بات پر آمادہ تھا کہ عربوں کی شرائط پہ غور کرے۔

شاہ حسین کی مشکلات ان حالات میں اُردن کی حکومت کے لیے عجیب و غریب مشکلات پیدا ہو گئیں۔ امریکہ اور برطانیہ عمان میں فوری طور پر مداخلت کے لیے تیار ہو گئے۔ خصوصاً حالات میں یہ سنگینی اس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب جہاز کو اڑا دیا گیا۔

اردن پر مصائب کا دور تو اس وقت سے ہی ہے جب سے مقبوضہ اردن کے مہاجرین یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو شاہ حسین کے سامنے مہاجرین کی آباد کاری کا مسئلہ تھا اور دوسری طرف آزادی فلسطین کی متعدد تنظیموں میں ان کی شمولیت کے تقاضے تھے۔ یہ بات بالخصوص توجہ طلب ہے کہ شاہ حسین نے ان حریت پسندوں کو بے شمار سہولتیں دے رکھی تھیں لیکن اس کے باوجود حریت پسندوں کی بعض تنظیمیں اردن کے سلسلے میں مخلص نہیں تھیں۔ وہ اردن میں شاہ حسین کی حکومت کو ختم کر کے وہاں بھی سوشلسٹ حکومت قائم کر کے روس اور چین کے عزائم کو کامیاب بنانا چاہتی تھیں۔ اس سلسلے میں شاہ حسین پر متعدد بار حملے

کیے گئے مگر وہ ہر بار بال بال بچ گئے۔ جہازوں کو اغوا کرنے کا مقصد ایک طرف تو اپنی جرأت و دلیری کا دنیا میں سکہ بٹھانا تھا اور دوسری طرف بیرونی طاقتوں کو اپنے باشندوں کو رہا کرانے کے لیے اردن میں براہ راست مداخلت کے لیے دعوت دینا تھا۔ اس طرح سے ان کے سامنے ایک ایسی صورتِ حال پیدا کرنا تھی جس سے مشرق وسطیٰ کو مسلسل جنگ کی لپیٹ میں لانا تھا۔ جہاں تک فلسطین کو آزاد کرانے کا تعلق ہے اس سے سب تنظیمیں متفق ہیں مگر ان میں طریق کار کا اختلاف ہے۔ انتہا پسند سوشلسٹ کا تعلق براہ راست ماؤ سے ہے، چنانچہ جب تنظیم کے افراد کو فوجی تربیت دی جاتی ہے تو ان کے ہاتھوں میں ماؤ کی کتاب ہوتی ہے۔

شاہ حسین کی حکومت، سعودی عرب کے سوا، واحد حکومت ہے جو عرب حکومتوں میں سوشلسٹ نہیں ہے۔ حریت پسند انتہا پرستوں کی طرف سے ہمیشہ اس حکومت کی مخالفت کی گئی ہے۔ اردن میں گاہے گاہے جو خانہ جنگی ہوتی رہی ہے وہ انہی لوگوں کا کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ سعودی حکومت کو بھی اسی نہج پر لانا چاہتے ہیں لیکن ابھی وہ یہاں ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

اردن میں خانہ جنگی موجودہ خانہ جنگی اس وقت شروع ہوئی جب صدر ناصر اور شاہ حسین نے امریکہ کی مشرق وسطیٰ میں امن منصوبہ کی بات چیت کو قبول کر لیا۔ اس کے فوراً ہی بعد شاہ حسین پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور اسی پاپولر فرنٹ کی طرف سے ناصر اور شاہ حسین کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ صدر ناصر پر تو ان کا زور نہ چلا اور ویسے بھی صدر ناصر کی سوشلسٹ حکومت پر انھیں کچھ نہ کچھ اعتماد تھا کہ وہ ہمارے عزائم میں مداخلت نہیں کرے گی۔

انتہا پسند حریت پسندوں کے عزائم شاہ حسین کی بدقسمتی یہ کہ جس حوصلہ اور بردباری سے اس نے حریت پسندوں کی دلجوئی کی اور فلسطین کی آزادی میں جس خلوص اور ہمدردی سے ان کی مدد کی اور اس شرط پر کی کہ وہ اس کی حکومت میں مداخلت نہیں کریں گے مگر انھوں نے وعدہ

پورا نہ کیا۔ انھوں نے بلاوجہ اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ کبھی تو یہ مطالبہ کیا گیا کہ فلاں رشتہ دار کو حکومت سے نکال دیا جائے اور کبھی یہ کہا کہ فوج میں فلاں شخص ہماری کارروائیوں میں مداخلت کرتا ہے اس لیے اُسے ہٹا دیا جائے۔ شاہ حسین نے کسی وقت بھی انھیں مایوس نہیں ہونے دیا۔ دراصل ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ اگر شاہ حسین کو تخت سے دستبردار کر دیا جائے تو یہاں بھی سوشلسٹ حکومت قائم ہو جائے گی۔ اس اندھی خواہش نے نوبت یہاں تک پہنچا دی کہ اسرائیل تو ان کو بھول ہی گیا۔ فوج اور حریت پسند ایک دوسرے کے مقابل آ کھڑے ہوئے

عرب سوشلسٹ ممالک کا کردار شام، عراق، الجزائر اور دوسرے سوشلسٹ عرب ملکوں نے بھی حریت پسندوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ شام نے بھی اپنی فوجیں اردن کی سرحدوں میں داخل کر دیں۔ دوسری طرف امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کی فوجیں بھی اُردن کی مغربی سرحد پر ہنگامی صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے جمع ہو گئیں۔ اس خانہ جنگی نے جو ہولناک صورت اختیار کی اور جس قدر قتل و غارت گری کی مثال قائم کی۔ عربوں کی تاریخ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ۲۵ ہزار مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں کٹ گئے۔ یہی وہ کھیل ہے جو حسن بن صباح اور عبداللہ بن صبا نے اسلام کی تابناک تاریخ میں کھیلا تھا۔ مسلمانوں میں نفاق ڈالنا اور انھیں آپس میں لڑانا انہی لوگوں کا شیوہ ہے۔ آئندہ شمارے میں ہم انہی لوگوں کے عقائد اور کردار کے ڈانڈے ان تنظیموں سے ملا کر دکھائیں گے جو اپنے گھناؤنے کارناموں سے مسلمانوں میں نفاق و نفرت ڈال کر ان کی قوت کو پاش پاش کرتے رہے ہیں۔

ضروری اعلان

مجلس التحقیق الاسلامی لاہور نے ماہنامہ "محدث" کی پہلی مجوزہ اشاعت ماہ رمضان کی مناسبت سے بعض بیش قیمت علمی اور تحقیقی مضامین تیار کیے تھے لیکن افسوس! ڈکلیریشن کی قانونی پیچیدگیوں میں تاخیر کی وجہ سے مجبوراً ہم پہلی اشاعت ماہ شوال (تحفۂ عید الفطر) پیش خدمت کر رہے ہیں۔ ان مضامین کو الگ کرنے کی وجہ سے حالیہ اشاعت ۹۶ صفحات کی بجائے ۶۴ صفحات ہو گئی ہے
(ادارہ)

جائزے ——— ادارہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مادری زبان میں بات | صدر ناصر انگریزی اور فرانسیسی بھی جانتے تھے لیکن غیر ملکی رہنماؤں سے بات "عربی" ہی میں کرتے تھے۔ ترجمانی کے لیے ترجمان رکھتے تھے (روزنامہ امروز)

ادھر یہ حال ہے کہ:

ہماری ۹۹ فی صد آبادی بلکہ ہزار میں نو سو ننانوے فی صد آبادی انگریزی سے بالکل بے خبر ہے مگر ستم ظریفی دیکھیے! کہ ہمارے ارباب اقتدار جب اپنی اس قوم سے بھی خطاب کرتے ہیں تو عموماً انگریزی ہی میں کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

عرب بیمار ہے اور مسیحا بدنیت | عرب بیمار ہے لیکن جن مسیحاؤں کے ہاتھ میں ان کی نبض ہے وہ حد درجہ بدنیت ہیں۔ نگران پران کے اعتماد کا عالم یہ ہے کہ:

صدر ناصر کی وفات کے پہلے ہی دن کوسگین ماسکو سے قاہرہ پہنچتا ہے اور اس کی تدفین کے کئی دن بعد تک وہاں پر معنی خیز قیام "کرتا ہے اور یوں پر اسرار مصروف وقت گزارتا ہے جیسے کوئی شریک محفل ہو۔

فدائین اور شاہ حسین دونوں لڑ پڑتے ہیں، امریکہ نے شاہ حسین سے کہا کہ فکر نہ کیجیے! ہم تیرے ساتھ ہیں، اسرائیل کے راستہ سے کمک ارسال خدمت ہے یہ لو! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعیۃ العلماء | علماء سب کے رہنما ہوتے ہیں، جب متحد ہو جائیں تو اس سے سوا ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ڈھب کی تین جمعیتیں بنائی ہیں۔

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام (تھانوی گروپ)

جمعیتہ علمائے اسلام (ہزاروی گروپ)

جمعیتہ علمائے پاکستان (بریلوی گروپ)

یہ تینوں علمائے کرام کی جمعیتیں ہیں۔ گو یہ سب علماء ہیں، لیکن ان کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہے۔ اس لیے عجیب سے موڑ کاٹ کر آ رہی ہیں۔ اور جو موڑ مڑ کر آ رہی ہیں، وہ سب موڑ، موڑ ہی ہیں۔ دولتانہ موڑ، لاڑکانہ موڑ اور آستانہ موڑ — عوام سوچتے ہیں کہ علماء اور یہ موڑ؟

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس موقع پر اس کے سوا ہم اور کیا عرض کر سکتے ہیں کہ:

بہ مصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اوہ! اتنی حاضری مسٹر بھٹو، جب کہیں خطاب کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہاں اتنی حاضری ہوتی ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ آخر اس میں کچھ راز ہی ہے۔ اتنے بڑے سواد اعظم کی زبانِ حال سے یہ شہادت بے معنی نہیں ہو سکتی۔

اس کا صحیح جواب تو ہمارے اہل تقلید دوست ہی کو دینا چاہیے کیونکہ وہ مسلک حنفی کی حقانیت کے لیے کچھ اسی قسم کے معیاروں کو بہت اچھالتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ سب اتفاقات ہیں، معیارِ حق نہیں ہے۔ ورنہ دیکھیے! دنیا میں مسلم کی بہ نسبت غیر مسلم زیادہ ہیں، نیکوں کے مقابلہ میں بدبخت ہیں، مسجدیں ویران ہیں اور سینما آباد ہیں، غزوات نبوی میں بھی تقریباً تقریباً یہی کیفیت رہی ہے کفار زیادہ ہوتے تھے اور مجاہدین بہت کم — کربلا میں یزیدی زیادہ تھے، حسینی بالکل گنتی کے۔

مسٹر بھٹو کے ارد گرد جو لوگ جمع ہیں، وہ مسٹر بھٹو کا ہی دوسرا رخ ہیں (الا ما شاء اللہ وان ھو الاقلیل) کیا آپ کو ان کی یہی ادائیں پسند آتی ہیں۔

مسٹر قصوری لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ، محمود علی قصوری نامور اہل حدیث خاندان کے

چشم و چراغ ہیں ان کو کیا ہو گیا ہے ۔۔۔ ؟ بھئی! جو اہل حدیث خاندان میں پیدا ہو اسے اہل حدیث نہیں کہتے۔ اہل حدیث وہ ہوتا ہے، جو قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر اپنے فکر و عمل کو ترتیب دیتا ہے ۔۔۔ جس کو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے بجائے ہیگل، کارل مارکس اور لینن کی زندگی میں زیادہ کشش اور جامعیت محسوس ہوتی ہو۔ اس کو کوئی کیسے اہل حدیث کہہ سکتا ہے ۔۔۔ اگر کوئی اہل حدیث مرزائی ہو جائے تو کیا مرزائیت پاک ہو جائے گی۔ اگر جواب نفی میں ہے تو سوشلزم میں اہل حدیث خاندان کے ایک فرد کی شمولیت سے "سوشلزم" کیونکر پاک اور دین بن سکتا ہے ؟

بارہ گھنٹے پہلے موت کی اطلاع مل جائے تو روزنامہ مشرق (۷/ اکتوبر) میں ایک دلچسپ سوال شائع ہوا ہے کہ

"اگر آپ کو موت کی اطلاع بارہ گھنٹے پہلے مل جائے تو......"

اور اس کے ساتھ دلچسپ جوابات بھی شائع ہوئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ اگر پہلے پتہ چل جائے تو میں اس عرصے میں اپنی تمام خواہشات کو پورا کروں گی۔

۲۔ میں ان بارہ گھنٹوں میں اپنے ماضی کو آواز دوں گی۔

۳۔ میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے کہ میں مسلسل نمازیں پڑھتا رہوں اور توبہ و استغفار کرتا رہوں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میں ان لمحات میں کلفٹن کی دیوار پر بیٹھ کر آئس کریم کھاتا رہوں۔

۴۔ ایک موصوفہ فرماتی ہیں کہ میں یہ وقت فلم اسٹار زیبا کے ساتھ گزاروں گی، ان کے ساتھ ایک پکچر دیکھوں گی، پھر ان کو گھر لاؤں گی اور سرہانے بٹھا کر سورۂ یٰسین سنوں گی۔

۵۔ ایک صاحب فرماتے ہیں، میں یہ وقت فلم اسٹار ندیم کے ساتھ گزاروں گا۔ ایک اور نے کہا کہ، یہ وقت فلم اسٹار روزینہ کے ساتھ گزاروں گا (مشرق ۷/ اکتوبر خواتین کا کالم)

انا للہ وانا الیہ راجعون

اندازہ فرمائیے : کہ انسانی معاشرہ کا مزاج کس قدر بگڑ چکا ہے کہ،

حرمت کے تصور کی ترشی بھی ان کی بدمستی کو دور کرنے سے قاصر رہ گئی ہے۔ ایسے عالم میں اگر انسان کی بے ہوشی اور غفلت کا یہ حال ہے تو اس کی بدنصیبی کا کوئی کب تک رونا روئے اور کوئی کیا کرے؟

لڑکے لڑکیاں بھی قومی ملکیت میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ زنجبار کی سوشلسٹ ریاست کے صدر مسٹر عبید کرومے نے حال ہی میں ایک صدارتی فرمان جاری کیا ہے، جس کی رو سے کسی بھی لڑکی کی شادی کسی بھی لڑکے کے ساتھ کرائی جا سکتی ہے اور جو شخص اس جبری شادی میں مزاحمت کرے گا اسے قید اور کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اس فرمان کے ساتھ سابقہ تمام قوانین کو سامراج کے بنائے ہوئے قوانین قرار دے کر منسوخ کر دیا گیا ہے (کوہستان ۱۱ ستمبر)

اب تک کا رونا یہ تھا کہ سوشلزم املاک کی انفرادی ملکیت کی نفی کرتا ہے اور تمام منقولہ و غیر منقولہ املاک کو قومی ملکیت قرار دیتا ہے۔ مندرجہ بالا خبر کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ صرف املاک تک محدود نہیں، بلکہ آپ کی آل اولاد بھی قومی ملکیت میں داخل ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قوم سے مذاق پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو نے گزشتہ دنوں فیکٹری ایریا لائل پور کے اجلاس میں قرآن مجید کی جو جلد سر پر اٹھا کر حاضرین کو اپنے خلوص کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی اس کے متعلق اچانک اسی پارٹی کے پرجوش اور سرکردہ رکن نے اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے انکشاف کیا کہ جزدان میں قرآن مجید نہیں تھا بلکہ ٹیلیفون کی ڈائرکٹری کی جلد تھی (کوہستان ۱۱ ستمبر)

یہ صرف اہالیان لائل پور سے نہیں بلکہ پوری قوم سے انہوں نے ایک مذاق کیا ہے اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بھٹو صاحب کے نزدیک قوم اور قرآن کی کیا قدر و منزلت ہے؟ یا آگے چل کر وہ پوری قوم اور قرآن پاک کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے کس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

غریبوں کے حامی بھٹو اور ان کے ہم سفر کا سارا کاروبار ہی یہ ہے کہ قوم کو اُلو بنایا جائے، خواہ

فرمائیے! نعرہ یہ ہے کہ ہم غریبوں کے لیے لڑ رہے ہیں مگر حالت یہ ہے کہ پیپلز پارٹی میں جتنے سرکردہ لوگ ہیں سب سرمایہ دار، جاگیردار اور بڑے زمیندار ہیں۔ مثلاً دیکھیے۔

بھٹو	۳۶ ہزار ایکڑ	سارق علی میمن	۲۲ ہزار ایکڑ
میر رسول بخش تالپور	۲۵ ہزار ایکڑ	ممتاز علی بھٹو	۲۲ 〃 〃
مخدوم طالب المولیٰ	۹۰ 〃 〃	جتوئی	۲۵ 〃 〃
میر علی احمد تالپور	۲۲ 〃 〃	مصطفیٰ کھر	۳ 〃 〃
پیر رسول شاہ	۲۶ 〃 〃	قصوری	لکھ پتی
قمر الزمان شاہ	۱۹ 〃 〃	مبشر	〃 〃
میر اعجاز علی	۳۲ 〃 〃	پگانوالہ	کروڑ پتی
حاکم علی زرداری	۲۰ 〃 〃		

(ملخصاً ندائے ملت ۱۳ر اگست ۱۹۷۰ء)

آپ سوچیں کہ کیا یہ لوگ اس لیے پیپلز پارٹی میں شریک ہو رہے ہیں کہ اس میں شمولیت کیے بغیر ان کی جاگیریں غریبوں میں تقسیم نہیں ہو سکتیں یا وہ اب اس لیے بے چین ہو گئے ہیں کہ کسی طرح ان سے ان کی املاک لے لی جائیں؟

غیر سرکاری فوجی تنظیمیں ملک کے ہر شہری کا سپاہی اور فوجی ہونا ملک کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے لیکن اندرون ملک ان کی ایسی غیر سرکاری آزاد فوجی تنظیمیں، جیسی کہ عرب میں "فدائین" کی چھاپہ مار تنظیمیں ہیں، کسی بھی ملک کے لیے اچھی فال نہیں ہو سکتیں۔ عرب حریت پسند یعنی فدائیوں کی غرض و غایت یہ تھی کہ، وہ فلسطین کو یہودیوں سے آزاد کرائیں گے، چنانچہ سارے ملک میں ان کو خوش آمدید کہا گیا اور ہر عرب ریاست نے ان کی پوری حوصلہ افزائی کی۔ مگر افسوس! اس کے لیے وہ یکسو نہ رہ سکے اور اندرون ملک، ملکی سیاست سے بھی دلچسپی لینے لگ گئے جس کا نتیجہ اردن اور فدائین کی جنگ میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ دراصل یہ بھی ایک

سوشلسٹ تحریک ہے اور اس کے عزائم اچھے نہیں ہیں۔ بہرحال ہم اپیل کرتے ہیں کہ پاکستانی حکومت کو بھی اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے مرزائیوں کی فاروقی رجمنٹ جیسی عسکری یک جہتی سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

یہ پیپلز پارٹی ہے اور وہ اس کے رہنما

اسلام فرسودہ ہے تھرپارکر ڈسٹرکٹ پیپلز گارڈ کے کمانڈر سید مبارک علی قادری اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت پیپلز پارٹی سے کنارہ کش ہو گئے۔ انھوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کی محبت اور اسلامی مساوات کے کھوکھلے نعرے بلند کرنے والے یہ عناصر اپنے خفیہ اجلاس میں کچھ اور نظر آتے ہیں اور اسلام کو ایک فرسودہ مذہب قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سندھ پیپلز پارٹی کے بیشتر لیڈر مہاجرین کے دشمن ہیں اور انھوں نے مزید بتایا کہ مجھے پارٹی کے خفیہ اجلاس میں شرکت کا موقع ملتا رہا ہے۔ انھوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ایک سوشلسٹ کامریڈ نے کہا کہ اسلام موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اس کی جگہ اس دور میں ماؤ کی کتاب سے استفادہ کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ عربوں نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں ذوالفقار لے کر فتح حاصل کی۔ آج ذوالفقار علی ہمارے قبضے میں ہے اور دوسرے ہاتھ میں ماؤ کی کتاب ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے اس پر احتجاج کیا تو مجھے جیل میں بھجوانے کی دھمکیاں دی گئیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ان میں سے بعض نے مہاجرین کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ اسی وجہ سے میں نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت پارٹی کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے (کوہستان ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲)

بھٹو کی اسلامی مساوات کا نمونہ مسٹر بھٹو کے ایک صاحب زادے ایک حادثے سے بال بال بچ گئے جس پر انھوں نے "جشن خوشی منایا"۔ کوہستان نے اس کی تفصیل پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

انھوں نے اس موقع پر اپنے دربار خاص اور دربار عام میں الگ الگ دعوتوں کا انتظام

کیا۔ خاص مہمانوں کو ذاتی رہائش گاہ "المرتضیٰ" میں اور عام لوگوں کو لاڑکانہ کلب کے کھلے میدان میں بلایا گیا۔ امراء کے لیے ۵۰۰ مرغیاں اور ۱۰ من بکرے کا گوشت، متوسط لوگوں کے لیے ۴۰ من بکرے کا گوشت اور عوام کے لیے ۳۰ من گائے کا گوشت پکایا گیا۔ کیا یہی وہ مساوات محمدی ہے جس کے نفاذ کا وعدہ اٹھتے بیٹھتے کیے جا رہا ہے؟ (کوہستان ۱۴ اکتوبر صفحہ ۳۔ آج کی باتیں)

علمائے حق کے نام پر خیانت پیپلز پارٹی سندھ کے چیئرمین میر رسول بخش تالپور نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے اپنی تفسیر میں "اسلامی سوشلزم" کی حمایت کی ہے۔ علماء کرام نے میر تالپوری کے اس دعوے کو گمراہ کن اور بہت بڑا فریب قرار دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت نانوتوی نے اپنی زندگی میں نہ کوئی تفسیر لکھی ہے نہ ترجمہ کیا ہے بلکہ گزر اوقات کے لیے وہ مطبع مجتبائی میں قرآن کے نسخوں کی صحت الفاظ جانچنے کے لیے سات روپے ماہوار پر کام کرتے تھے۔ انھوں نے جس نسخے میں متن قرآن پاک کی صحت کی تصدیق کی تھی وہ ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا تھا اور اس کی کتابت منشی ممتاز علی دہلوی نے کی تھی جبکہ حضرت نانوتویؒ ۱۲۹۶ھ میں انتقال کر گئے تھے اور اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حواشی مولوی حنیف ندوی نے لکھے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حنیف ندوی صاحب سوشلزم کے ایک بڑے دعوے دار ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے ادارۂ ثقافت اسلامی میں ملازم تھے۔ جماعت اسلامی کے مشہور رہنما جناب نعیم صدیقی صاحب نے تو "اسلامی سوشلزم" کی کتابت کو جعلی اور الحاقی قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حاشیے پر اسلامی سوشلزم کے الفاظ جس انداز کتابت میں لکھے ہوئے ہیں وہ عام عبارت کے مقابلے میں ان الفاظ کی صفاتی تحریر اور ان کی روشنائی متن سے مختلف ہے۔ ان باتوں پر غور کرنے سے میر رسول بخش صاحب کا دعوے مشکوک ہو جاتا ہے۔

(کوہستان ۱۶ اکتوبر۔ ملخصاً)

مولانا عزیز زبیدی

سیاسیات کے سلسلے کے چند عام مسائل

سیاست سیاست کو لوگ "دنیاداری" تصور کرتے ہیں حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہمارے نزدیک "سیاست" دین ہے اور نبی کے بعد اس کی جانشینی کا نام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔ الحدیث (بخاری۔ ابوھریرہؓ)

بنی اسرائیل کا نظام سیاست ان کے انبیاء کے ہاتھ میں ہوتا تھا، جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی، دوسرا اس کا جانشین آجاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، ہاں خلفا ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے۔

لی النبوۃ ولکم الخلافۃ (ابن عساکر۔ ابن عباس)

نبوت صرف میرے لیے اور خلافت تمہارے لیے۔

خلافت نبی کی جانشینی کا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی سیاست بھی دین ہوتی ہے اور اس کے جو جانشین ہوتے ہیں، وہ بھی نبی کی اسی امانت کے وارث ہوتے ہیں اور وارث ہونے چاہئیں۔

سیاست کو "دنیا" سمجھنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ لوگ اس سلسلہ میں جو مناسب احتیاط چاہیے نہیں کرتے۔ جیسا امیدوار ہو، اس کو اپنے نجی مفاد کے مطابق سر آنکھوں پر رکھ لیتے ہیں اور ملک و ملت کے سلسلہ میں ان کے ہاتھوں جو کچھ ہو جاتا ہے، اس کی پروا نہیں کرتے۔

دینی سیاست کے معنی ہیں کہ نظام حکومت، دین برحق کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا جائے اور اسلام کی ہدایات کے مطابق نافذ کیا جائے۔

قرآن کریم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۱۷۔ الحج ع۶)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر زمین میں ہم ان کو اقتدار دے دیں تو وہ نمازیں قائم کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے، اچھے کام کے لیے کہیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی سیاست اور اقتدار نری دُنیا نہیں دین بھی ہے۔

سیاست امانت ہے سیاست دینیہ کا نام قرآن کریم نے "امانت" رکھا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کا نام "امانت" آیا ہے (انها امانة۔ رواہ مسلم) گویا کہ حکومت خدا، ملک اور ملت کی طرف ایک امانت ہے، کاروبار اور خدائی کرنا نہیں ہے۔ خدا کے منشاء، ملک کے مفاد اور ملت اسلامیہ کے نظریۂ حیات کا پورا پورا تحفظ کرنا اس کی غرض و غایت ہے۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک سیاست عادلہ اور ولایت (حکومت) صالحہ کے دو بنیادی عنصر یہ ہیں۔

ایک امانت اہل امانت کے حوالے کرنا اور دوسرا عدل و انصاف سے فیصلہ کرنا۔

اداء الامانات الى اهلها والحكم بالعدل فهذان جماع السياسة العادلة والولاية الصالحة (السياسة الشرعية ص۲)

اہل ہونے کے معنی یعنی حکومت اس کے حوالے کی جائے جو اس کے اہل ہوں۔ اہل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ:

ا۔ اہلِ علم ہوں اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں۔ مفاد عامہ اور مصالح دینیہ کی حفاظت کرنے پر قادر ہوں۔

ب۔ دیانت دار اور صالح ہوں۔ ابن الوقت، خود غرض اور اقتدار پرست نہ ہوں۔

نا اہلوں کی حکومت حضورؐ نے فرمایا کہ،

جب امانت گنوا دی جائے تو قیامت کا انتظار کیجیے! صحابہ نے عرض کی۔ ضائع ہونے کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: جب حکومت نا اہلوں کے سپرد کر دی جائے، اس وقت بس قیامت کی راہ دیکھیے۔

اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قيل يا رسول الله وما اضاعتها؟ قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة (بخاری۔ ابو هريرةؓ)

ایک خاتون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا:

مابقاؤنا علٰی ھذا الامر الصالح الذی جاء اللہ بہ بعد الجاھلیۃ قال بقاءکم علیہ ما استقامت بکم ائمتکم (بخاری۔ قیس ابن ابی حازم)

وہ نظام صالح جسے جاہلیت کے بعد اللہ لایا، اس پر ہم کب تک قائم رہیں گے؟

فرمایا: جب تک تمہارے حکمران سیدھے رہیں گے۔

صالح اور اہل کا انتخاب قرآن و حدیث کی رُو سے معلوم ہوا کہ، سیاست مادر پدر آزاد دنیاداری کا نام نہیں بلکہ یہ ایک "دینی حکمت عملی" ہے جو دنیا کو دین کے زیر سایہ لے کر چلنے کی ضامن ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان لوگوں کو آگے لانے کی کوشش کی جائے جو اس "حکمت عملی اور دینی فریضہ" کے سلسلہ میں مخلص بھی ہوں اور اہل بھی۔ ورنہ یہ خیانت ہوگی، خدا کی، رسول کی اور ملتِ اسلامیہ کی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئًا فولی رجلا وھو یجد من ھو اصلح للمسلمین فقد خان اللہ ورسولہ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ: جو مسلمانوں کے کسی کام کا والی بنا، پھر جان بُوجھ کر ایک ایسے شخص کو حاکم مقرر کر دیا، جس سے بہتر ایک شخص مل سکتا ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسُول کی خیانت کی۔

اس سے یہ بھی اخذ ہو سکتا ہے کہ بہتر کو چھوڑ کر دوسرے شخص کو منتخب کرنا، اللہ اور اس کے رسول کی بہت بڑی خیانت ہے۔ حاکم کی روایت میں ہے وخان المومنین (حاکم) میں آیا ہے یعنی اس نے مسلمانوں کی بھی خیانت کی۔

حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس شرط پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی کہ: ان لا ننازع الامر اھلہ (بخاری و مسلم) جو اہل ہے اس سے حکومت نہیں چھینیں گے۔"

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ:

من سودہ قومہ علی الفقہ کان حیوۃ لہ ومن سودہ قومہ علی غیر فقہ کان ھلاکا لہ ولھم (دارمی۔ عن تمیم الداری)

جس کو قوم نے اس کی فہم و فراست کی بنا پر امیر بنایا وہ اس کے لیے حیات بخش ثابت ہوگا اور جس شخص کو قوم نے فہم و ہوش کے علاوہ کسی اور وجہ سے امیر بنایا وہ خود بھی ڈوبے گا اور ان کو بھی ڈبوئے گا۔

کیا ہمارے ملک میں یہی کچھ نہیں ہو رہا ہے، بہتر آدمی کو چھوڑ کر دوسروں کو محض ان کے اثر و رسوخ یا دھن دولت اور برادری کی وجہ سے ووٹ دے کر کامیاب بنایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ عقل و ہوش، سیاسی سوجھ بوجھ کے حامل اور دیانتدار ہیں وہ کھڑے تماشا دیکھتے رہتے ہیں، ان کو پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتے آج جو لوگ کام کے نیک آدمیوں کو نظر انداز کر رہے ہیں ان کو اس کے نتائج کا اسی وقت اندازہ ہوگا جب ان کی آنکھیں بند ہوں گی۔

جتھے اور برادری کی لاج آج کل جتھے اور برادریاں بہت بڑی مصیبت بن رہی ہیں۔ ان کی خاطر لوگوں کو اندھے کنوئیں میں بھی چھلانگ لگانی پڑے تو نہیں چوکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات عصبیۃ۔ (ابو داؤد۔ عن جبیر)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے قومی عصبیت کی طرف دعوت دی اس شخص سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں، جو قومی عصبیت کے لیے لڑتا ہے اور وہ شخص ہمارا کچھ نہیں لگتا جو قومی عصبیت پر مرا۔

غرض یہ ہے کہ اعانت کا معیار، ذات پات کی بجائے اہلیت ہو۔ جو ذات پات کو معیار بنا کر بیٹھ جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہ اسلام کی روح کے خلاف کرتا ہے ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق کے لیے اپنی قوم سے کیوں لڑتے۔

یہی کیفیت سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور ارکان کی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے گھٹیا آدمی کی حمایت کے لیے بھی جان کی بازی لگا لیتے ہیں مگر اس کے مقابلے میں جو ملک و ملت کے لیے مفید اور بہتر ہوتا ہے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عن ابن مسعود: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر ردی فھو ینزع بذنبہ۔ (ابوداؤد)

جس شخص نے ناحق اپنی قوم کی حمایت کی، وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنوئیں میں گر پڑے پھر اس کو اس کی دم پکڑ کر کھینچا جائے۔

حضرت امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

فان عدل عن الاحق الاصلح الی غیرہ لاجل قرابة بینهما او ولاء عتاقة او صداقة او موافقة فی بلد او مذهب او طریقة او جنس کالعربیة والفارسیة والترکیة والرومیة .... او لضغن فی قلبه علی الاحق او عداوة بینهما فقد خان الله ورسوله والمومنین ودخل فیما نهی عنه فی قوله تعالیٰ یایها الذین امنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون (السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی والرعیة ص۴)

اگر امیر یا بادشاہ کسی زیادہ مستحق اور زیادہ لائق آدمی کو نظر انداز کر کے کوئی عہدہ اس بنا پر کسی دوسرے شخص کو دے دے کہ وہ اس کا قرابت دار یا دوست یا ہم مشرب یا ہم مذہب یا ہم وطن یا ہم جنس مثلاً عربی، فارسی، ترکی، رومی ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے غداری کی .... یا وہ دل میں اس کے خلاف کینہ یا دشمنی کے جذبات رکھتا ہے (یا کسی اور وجہ سے مستحق پر غیر مستحق کو ترجیح دیتا ہے) تو اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے بے وفائی کی، ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اس نہی میں داخل ہے۔

اے مسلمانو، اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ ہی جان بوجھ کر ان امانتوں میں خیانت کرو۔

رشوت یا قربت کی بنا پر ترجیح دینا۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

او لرشوة یاخذها منه من مال او منفعة او غیر ذلك من الاسباب .... ثم قال واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة وان الله عنده اجر عظیم فان الرجل لحبه لولدہ او لعتیقه قد یوثرہ فی بعض الولایات او یعطیه مالا یستحقه فیکون قد خان امانته (السیاسة الشرعیة)

اسی طرح اگر اس نے) رشوت لے کر یا کسی اور منفعت وغیرہ کی وجہ سے اہل آدمی کو نظر انداز کر

کے نا اہل کو ترجیح دی۔ (تو اس نے بھی، رسول اور مسلمانوں سے بے وفائی کی) اور یاد رکھو کہ تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر موجود ہے۔

یقین کیجیے: ایک شخص بسا اوقات پدری محبت کی بنا پر بعض عہدوں میں اپنی اولاد یا غلام کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے یا اس کو کوئی ایسی شے دیتا ہے جس کا وہ شخص شرعاً مستحق نہیں ہوتا وہ بھی امانت میں خیانت کرتا ہے۔

ثم ان المؤدي للامانة مع مخالفة هواه يثبته الله فيحفظه في اهله وماله بعده والمطيع لهواه يعاقبه الله بنقيض قصده فيذل اهله ويذهب ماله (السياسة الشرعية)

ثم وہ شخص اگر اپنی خواہش نفس کے خلاف امانت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے گا اور اس کی وفات کے بعد اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے گا اور جو شخص اس میں اپنی خواہش نفس کا مطیع ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے مقصد میں ناکام رکھ کر عذاب دے گا۔ اس کے اہل وعیال کو ذلیل ورسوا کرے گا اور اس کے مال ومتاع کو برباد کرے گا۔

گو ان سے غرض خلیفہ کو متوجہ کرنا ہے کہ جو حکام مقرر کرے وہ اہل ہوں، دیانت دار ہوں اور ملک وملت کے لیے مفید ہوں، تاہم جن نمائندوں کا ہم انتخاب کرتے ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے۔ جو شخص رشوت لے کر غیر مستحق کو ووٹ دے کر مستحق دیانتدار اور اہل انسان کی راہ مارتا ہے۔ وہ بہت ہی خسارے کا سودا کرتا ہے، ملک وقوم کے مستقبل کو غارت کرتا ہے اور اپنی آخرت برباد کر کے خدا اور ملت اسلامیہ کی نگاہ میں رسوا ہوتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں نبوی وراثت ارضی کے اہل اور وارث وہی ہونے چاہئیں جو بہترین اور صالح لوگ ہوں، جو مقصد ہے وہ ان کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ حضرت امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔

اسلامی سوسائٹی کے نکوکار افراد روئے زمین پر خدا کے نائب ہیں، انسانیت کے رہنما اور لیڈر ہیں۔ انسانوں کے والی اور نگران ہیں اور وہی دنیا کے بہتر منطقوں میں بہتر نظام قائم کرنے پر مامور ہیں۔" (اسلام کا نظامِ حکومت صفحہ ۴۳۱ بحوالہ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۰۰)

قوم اور ملت اسلامیہ کی یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ:

جو لوگ انتخاب میں حصہ لیتے ہیں، ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ننگ دین بھی ہیں اور ننگ قوم بھی، اسلامی تعلیمات سے بالکل بے خبر، قرآنی علم و عمل کے لحاظ سے بالکل کورے، ان کی نجی زندگی حد درجہ گھناونی اور ان کی ذہنی اڑان حد درجہ پست، نگاہ کوتاہ، فکر محدود، کردار میں بھرپور سطحیت، اکثر "رنگیلے شاہ" "راج دلارے" اگر ان کے پاس جاگیر اور دولت نہ ہوتی تو ان کو قوم کے جوتوں میں بھی جگہ نہ ملتی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ملت اسلامیہ میں جان ہوتی تو کیا یہ لوگ ہمارے سر کا تاج بن سکتے تھے۔

اب بھی وقت ہے کہ، جو امانت خدا نے آپ کے حوالے کی ہے اس کی پوری درد و سوز کے ساتھ حفاظت کریں، یہ نبوی مسند ان ناپاک لوگوں کے سپرد نہ کریں جس پر کبھی ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے پاک لوگ بیٹھا کرتے تھے، جب ایسے ناہنجار اور نابکار لوگ ملت اسلامیہ کی اس سب سے اونچی اور پاک گدی پر براجمان ہوتے ہیں تو کیا آپ کو غیرت اور شرم نہیں آتی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک اور معصوم گدی کو کن نااہل لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں۔

عورتوں کی سربراہی عورتوں کے ان تجربات سے فائدہ اٹھانا کچھ برا نہیں، جو صرف وہی بتا سکتی ہیں لیکن یہ بات کہ ان کو قوم کی لیڈر بھی بنا دیا جائے دین اسلام کی تعلیمات سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑنے کے لیے کہا گیا تو انھوں نے انکار کر دیا تھا چنانچہ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لقد نفعنی اللہ بکلمۃ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام الجمل بعد ما کدت ان الحق باصحاب الجمل فاقاتل معہم قال لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل فارس قد ملکوا علیہم بنت کسری قال لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (بخاری باب کتاب النبی صلعم الی کسری و قیصر)

جنگ جمل کے دن مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بات سے نفع دیا جو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی تھی، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ میں جمل والوں سے جا ملتا اور ان کے ساتھ ہو کر لڑائی کرتا۔ فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ اہل ایران نے کسریٰ کی صاحبزادی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ :

ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنی باگ ڈور ایک عورت کے سپرد کر دی۔

یہ کہ کر دراصل حضرت ابوبکرہؓ نے معذرت کی کہ چونکہ حضرت صدیقہ اس گروہ کی رہنما ہیں اس لیے اس حدیث کی رو سے اس میں شمولیت جائز نہیں۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی اس لغزش پر عمر بھر پچھتاتی رہی تھیں۔ ابن سعد میں ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں: اے کاش میں درخت ہوتی اے کاش میں پتھر ہوتی، اے کاش میں روڑا ہوتی، اے کاش میں نیست و نابود ہوتی (طبقات ابن سعد) بخاری میں ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے فرمایا تھا کہ مجھے حضورؐ کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ آپ کی دوسری بیویوں کے ساتھ دفن کرنا۔ (لاتدفنی معھم وادفنی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی بہ ابدا۔ بخاری باب ما جاء فی قبر النبی) مستدرک حاکم میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے (حاکم) طبقات ابن سعد میں ہے کہ :-

جب وہ یہ آیت پڑھتی تھیں، وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (اے پیغمبر کی بیویو، اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔

غرض یہ ہے کہ عورت کا دائرہ کار گھر ہے۔ قومی اقتدار، ملکی سیاست اور ملی نمائندگی نہیں ہے۔ جو عورتوں کو سیاست کے میدان میں لا رہے ہیں، ان کے لیے ان کو گھروں میں رکھنا مشکل ہو جائے گا اور سیاست میں اس قدر گندگی اور سڑاند پیدا ہو جائے گی کہ اس میں کسی شریف اور سنجیدہ انسان کے لیے سانس لینا دشوار ہو جائے گا۔

جمہوریت اسلام میں جو جمہوریت ہے، اس سے مختلف ہے جس کا اس وقت غوغا اور چرچا ہے۔ مروج جمہوریت میں نمائندگان قوم، دستور ساز بھی ہوتے ہیں۔ قانون بھی دیتے ہیں گویا کہ وہ

پوری قوم کے خدا ہوتے ہیں، العیاذ باللہ۔

اسلامی جمہوریت یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے منشا کے نفاذ اور اتمام کے لیے سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں، غور کرتے ہیں، اور عصری حالات کے تقاضوں کے مطابق ملت اسلامیہ کو کتاب و سنت کی روشنی مہیا کرتے ہیں۔ ان میں نا اہلوں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی، وہ سیاسی سمجھ بوجھ کے مالک، مجتہد، قرآنی علم و عمل کے حامل، دیانتدار اور قابل اعتبار لوگ ہوتے ہیں۔ اگر ان کی رائے قرآن و حدیث سے متصادم ہو جائے تو ترک کر دی جاتی ہے۔ اس میں اس امر کے لیے بھی گنجائش ہوتی ہے کہ صدر مملکت اور شورائیہ سے جب تک نا اہلی اور ناکامی سرزد نہ ہو تو تا آخر ان کی رہنمائی اور قیادت کو ہی برقرار رکھا جائے، آئے دن کی ادھیڑ بن سے جس کی وجہ سے کروڑوں کے حساب سے وقت اور دولت لٹتی ہے، لاکھوں کے حساب سے بددیانتی اور مکاری کے فنون ایجاد ہوتے ہیں اور ان گنت رقابتوں اور دشمنیوں کے لازوال بھوت نمودار ہوتے ہیں، نجات مل جاتی ہے۔

ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریہ، صرف ترجمان ہوتی ہے۔ شارع نہیں ہوتی، مغرب میں جس کے اب مسلم مقلد ہیں، جمہوریت کو "خدا اور رسول" کا درجہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ دستور سازی خدا کا حق ہے۔

● ہماری کتاب سیاست کے چند اہم باب

نشہ نہیں، ترشی ہے | اسلامی نقطۂ نظر سے "سیاست، نشۂ اقتدار" کا نام نہیں بلکہ مسلم کے لیے ایک ایسی ترشی فریضہ ہے، جس کے ہاتھوں ہمارے سربراہ کے دن کا چین، رات کا آرام، خوشی کی مسکراہٹ اور بے فکری کی گھڑیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ لوگ سوتے ہیں وہ جاگتا ہے۔ اس کے دورِ حکومت میں بندگانِ خدا ہنستے ہیں اور یہ اپنے فرائض کی بجا آوری کی فکر میں گھلتا اور روتا ہے۔

فرائض | (۱) اس کی زندگی پوری ملت اسلامیہ کے لیے پورا "اسوۂ حسنہ" ہوتی ہے۔ بے داغ دامن

بے لاگ ذہن، بے لوث کردار، درد و سوز کا مجسمہ اور قول و عمل کے لحاظ سے "تفسیر قرآن" ہونا سربراہ کی صفات حسنہ کی بنیادی چیزیں ہیں ورنہ اسے ملت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام کی رہنمائی کے لحاظ سے نااہل اور ان فٹ تصور کیا جاتا ہے۔

(ب)۔ اسلام کی نشر و اشاعت اسلامی مملکت کا بنیادی فریضہ ہوتا ہے۔ اگر کسی کے دورِ اقتدار میں اسلام کا دائرہ نہیں بڑھتا تو اسے ناکام دور خیال کیا جاتا ہے۔

ج۔ اسلامی مکارمِ اخلاق کا تحفظ اور اشاعت کا بندوبست کرنا حکومتِ الٰہیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

د۔ توحید کے اتمام اور شرک و بدعت کے استیصال کی طرف توجہ دینا اسلامی نمائندوں کا منصبی فریضہ ہوتا ہے۔

ر۔ ملک کے کمزوروں کی دادرسی اور ان کی مشکلات اور مسائل کو حل کیے بغیر مملکت اسلامیہ کی اسمبلی پر بوجھ بنے رہنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جاتی۔

ق۔ دولت اور وسائل دولت کی تقسیم کا عادلانہ نظام قائم کرنا، غیر جانبدار اور جاندار عدلیہ مہیا کرنا اربابِ اقتدار کا بنیادی فرض ہوتا ہے تاکہ ملک سے جور و ظلم کا سدباب اور حقوق العباد کی مناسب حفاظت کی جا سکے۔

م۔ پاکیزہ نظامِ تعلیم کا اہتمام کرنا تاکہ ملک سے ناخواندگی دور ہو، کتاب و سنت سے جہالت کا خاتمہ ہو، ملک و ملت کی دینی اور دنیوی ضروریات کے مناسب حال زرخیز نسل تیار ہو سکے۔

ہدیہ تبریک

جن خوش نصیب احباب کی حج کی درخواستیں امسال منظور ہوئی ہیں ان کو ادارۂ "محدث" ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

امید ہے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں ادارہ کے متعلقین اور مرحوم بزرگوں کو بھی یاد رکھیں گے۔

انجمن تعمیر اخلاق لاہور عبد الغفار اثر ایم۔اے

فحاشی و عریانی کے خلاف جہاد

ہر فرد ملت کے نام جسے اسلام کا دعویٰ اور آخرت پر یقین ہے

ہم ملت کے ہر درد، بہی خواہ مسلمان اور دین پسند جماعتوں کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ جہاں سوشلزم ظالمانہ سرمایہ داری، غیر اسلامی نظریات اور دیگر قباحتوں کے خلاف اپنی سرگرمیاں مرکوز کر رہے ہیں وہاں ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی۔ فحاشی، بے راہ روی۔ ننگے مناظر کی اعلانیہ نمائش اور شرمناک تشہیر و اشاعت کے خلاف بھی ایک متحدہ محاذ بنا کر اس کے قرار واقعی انسداد اور قلع قمع کے لیے میدان عمل میں نکل آئیں۔ موجودہ حیا سوزی اور بے حیائی کی ترویج و اشاعت دراصل سوشلزم، یہودیت اور عیسائیت کی ملی بھگت سے اسلام کے خلاف ایک سوچی سمجھی ہوئی سکیم اور ایک ذلیل سازش ہے جس کی بنیادی غرض و غایت یہ ہے کہ پہلے مسلمانوں کے دلوں سے غیرت ملی، نسوانی حجاب، قومی حمیت اور شرم و حیا کا خاتمہ کیا جائے۔ جب قوم ان امور کو برداشت کر لے اور اسلام کی تہذیبی و اخلاقی اقدار کھو بیٹھے تو پھر اس پر جو بھی چھاپ لگائی جائے گی کامیاب ہو گی۔ چنانچہ اس سکیم کے مطابق سکولوں کالجوں میں مخلوط تعلیم، زنانہ لباس میں بے حیائی اور ٹیڈی ازم۔ عریاں سینمائی تصاویر کی چوک بہ چوک نمائش، اخبارات میں فلمی رقاصاؤں اور عصمت فروش عورتوں۔ دولہا دلہن کے فوٹو۔ شارع عام پر جگہ جگہ ننگی اور حیا سوز حرکات کی عکاس بڑی بڑی تصاویر۔ رسائل و اخبارات میں عورتوں کی تشہیر۔ زنانہ سکولوں، کالجوں کی سرگرمیاں اور دیگر تقریبوں کی بے پردہ تصاویر، مختلف اشتہارات اور سائن بورڈوں اور کمپنیوں کے لیبلوں پر لازمی زنانہ مناظر کشی، اس کے علاوہ عام جنسی لٹریچر کی ترویج و اشاعت، گندے ناول، غیر ملکی مطبوعات ریڈیو پر عشقیہ فلمی گانے، ٹیلی ویژن پر انگریزی عریاں اور اخلاق سوز فلمیں۔ ان سب امور کی وجہ سے عوام و خواص کی دینی غیرت و حمیت دن بدن تباہ ہو رہی ہے اور نوجوان اور بالخصوص طلباء دین سے متنفر

اور عیاشی کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔ بُرائی کُھل کر میدان میں آگئی ہے اور نیکی مسجدوں تک محدود ہوتی جا رہی ہے۔

ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح برائی منظم اور علانیہ طور پر دین و ایمان پر حملہ آور ہونے کے لیے میدان میں ڈٹ گئی ہے بلکہ ہمارے گھروں کے اندر تک کسی نہ کسی رنگ میں رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ نہ صرف اس کی مدافعت کریں بلکہ ان بُرائیوں کا بڑھ کر قلع قمع کر دیں۔ صرف مدافعانہ زندگی پرستاران ربِ ذوالمنن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ہم جب تک تن من دھن سے اسلامی تہذیب و اخلاق کی بجائے قرآنی تمدن کی ترویج اور پیغمبرانہ اقدار کی عملی نشر و اشاعت کے لیے منظم ہو کر میدانِ عمل میں نکل نہیں آتے ہم ملت اسلامیہ کا تحفظ نہیں کر سکیں گے۔

یاد رکھیے! ہم سب خداوند قدوس کے ہاں اس بُرائی کے انسداد کے لیے جواب دہ ہیں جو پوشیدگی کی حدود کو توڑ کر عین چوراہے پر خم ٹھونک کر آگئی ہو۔ یہ مصیبت کے طوفان خدائے واحد القہار کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ عذاب سے بچنے کی یہی ایک راہ ہے کہ اس کی مدافعت کے لیے کمر بستہ ہو جائیں ورنہ ؏

جو ڈوبی یہ کشتی تو ڈوبیں گے سارے

تباہی اور ہلاکت سے بچنے کے لیے قرآن کریم پکار پکار کر عبرت انگیز داستانیں سُنا رہا ہے۔ خود عہد حاضر کی بین الاقوامی صورتِ حال ہر مسلمان کو دعوت غور و فکر دے رہی ہے۔ قبلہ اول مفتوح ہو کر نذرِ آتش کر دیا گیا ہے۔ ممالک عربیہ قومیت پرستی کی زد میں آچکے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی عام نسل کشی کا عمل بسرعت جاری ہے۔ برما، کشمیر اور فلسطین کا مجبور و مقہور مسلمان جبر و تشدد کا تختۂ مشق بن چکا ہے۔ یہودیت نے ممالک عربیہ کو نیپام بموں سے بھون ڈالا ہے۔ امریکی سازشوں نے اسلامیت کے کلی استیصال کی قسم کھا رکھی ہے۔ ہندوستان کی بے تحاشہ اسلحہ بندی اور خوفناک جنگی تیاریاں اور پاکستان کی سرحدات پر ایٹم بم کی آزمائشیں اور اس کی پاکستان سے مسلسل عداوت "نوشتہ دیوار" ہے خود مملکت خداداد پاکستان جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت اور آخری حصار اسلام سمجھا جاتا تھا۔ آج لادینی مہلک نظریات اسلام کش اثرات کی زد میں آچکا ہے۔

اندریں حالات اگر ہم نے جلد از جلد اپنی دینی حمیت و غیرت کا تحفظ نہ کیا تو تاریخ گواہ ہے کہ فطرت نے کبھی بے غیرت اور بے حمیت قوموں کو سرفرازی تو کجا نام و نشان تک باقی نہیں رکھا۔ زوالِ اُمت کی یہ داستانیں قرطبہ اور غرناطہ کے در و دیواروں، الحمرا کے محلوں، سپین اور اندلس کے مرغزاروں، بلخ بخارا اور سمرقند کی مسجدوں اور دار العلوموں سے پوچھ لو۔ پہلے غیرت چھینی گئی، پھر جذبہ جہاد سرد پڑ گیا۔ پھر اس کی پاداش میں جو ہوا سو ہوا۔

اگر ہم فی الواقع آخری قلعہ اسلام کے طور پر پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں تو ہم ہی میں سے ایک جماعت کو وقف ہو کر ہر جگہ موجودہ عریانی، بے حیائی اور بے غیرتی کے خلاف صف آرا ہو جانا چاہیے۔

ہم تمام کلمہ گویان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام دینی جماعتوں سے ناموس اسلام اور غیرت ملی کے نام پر نہایت دلسوزی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ برائے خدا اس کام کی اہمیت کا احساس کریں اور موثر و موزوں اقدام کے لیے آگے بڑھیں۔ ہماری اس نئی تنظیم سے تعاون کریں اور اپنے اپنے ماحول میں ایسی تنظیمیں بنا کر کام شروع کر دیں۔ ہمیں خداوند قدوس کی ذات گرامی سے پورا یقین ہے کہ اگر ہمارے اندر خلوص، سچی تڑپ اور حقیقی جانسوزی ہوئی تو فحاشی کے اس سیلاب عظیم کے باوجود خدا ہمیں کامیاب کرے گا۔

لاہور اور بیرون لاہور کے جو درد مند لوگ اس معاملہ میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ ناظم انجمن تعمیر اخلاق تعلیم و تربیت ہائی سکول چاہ میراں لاہور سے رابطہ قائم کریں اور ضروری لٹریچر طلب کریں۔

ہم خداوند قدوس سے بصمیم قلب دعا کرتے ہیں کہ ہماری یہ سرگرمیاں قبول فرمائے اور نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ہمیں بجا طور پر اپنے ملک کے اکثر محترم اخبارات سے گلہ ہے کہ انھوں نے دعوائے اسلام کے باوجود گندے اور عریاں فلمی اشتہارات کی نشر و اشاعت کو قبول کر لیا ہے۔ جب ہم ان اخبارات کو سکولوں کالجوں کے طلبا و طالبات، مسجدوں اور پردہ دار عورتوں کے ہاتھوں میں دیکھتے ہیں تو ہمارا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ ہم انھیں مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ وہ قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق تو نہیں:

(”جو لوگ چاہتے ہیں کہ فحاشی کی مسلمانوں میں نشر و اشاعت ہو۔ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک

عذاب ہے" (سورۃ النور)

افسوس ہے کہ بعض علمائے کرام نے بھی آنے والے کفر پسند سیلاب اور فحاشی و بدکرداری کی ہلاکت آفرینیوں کا احساس نہیں کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ارباب مسجد و منبر منظم و مؤثر طریق سے اس سیلاب کو روکیں وہ خدا کے ہاں پوچھے جائیں گے۔

ہم اپنے شاہین بچوں یعنی طلبا کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں مسلم بچوں نے بے مثال کردار ادا کیے ہیں۔ دشمن رسول ابو جہل کا قاتل ایک بچہ ہی تھا۔ ہندوستان میں پہلی یلغار سے فتوحات اسلامی کا دروازہ کھولنے والا بھی ایک سترہ سالہ "محمد بن قاسم" لڑکا ہی تھا۔ ؎

"عورتوں میں سینما بینی دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ نیک پردہ دار عورتیں خدا کا نام لے کر اٹھیں اور اپنے اپنے حلقوں اور زنانہ اجتماعوں میں ان بے راہ رو عورتوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائیں۔

جماعت اہلحدیث میمن سنگھ (مشرقی پاکستان) کا تعلیمی منصوبہ

قیام پاکستان کے بعد سے مشرقی پاکستان میں مسلک اہل حدیث کی ایک ایسی درسگاہ کی اہم ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو اول تا آخر مکمل دینی تعلیم دے سکے جبکہ دوسرے مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والی بڑی بڑی درسگاہیں موجود ہیں۔

مشرقی پاکستان میں خاطر خواہ دینی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اہل حدیث طلبا مغربی پاکستان کا رُخ کرتے ہیں جہاں انھیں زبان کی اجنبیت اور وطن کی دوری کی وجہ سے کافی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور بیشتر طلبا اپنے مالی حالات اور پیش آمدہ مشکلات کے خوف سے دینی تعلیم سے ہی محروم رہ جاتے ہیں۔

ان حالات کے مدنظر مشرقی پاکستان کے جید علما جو پاک و ہند کے مشہور مدارس کے فارغ التحصیل ہیں نے ضلع میمن سنگھ کی ایک درس گاہ میں اعلیٰ دینی تعلیم دینے کا انتظام کیا ہے اور تدریس کے لیے قابل ترین مدرسین کی خدمات حاصل کی ہیں لیکن مشرقی پاکستان میں جماعت کی مالی حالت اس عظیم منصوبہ کو مکمل کرنے سے قاصر ہے۔

اندریں حالات اہل دل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے احباب سے اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے خصوصی مالی تعاون کی اپیل ہے تاکہ مشرقی پاکستان کی وسیع آبادی اپنے علاقہ میں دینی تعلیم و تربیت حاصل کر سکے۔

ترسیلِ زر کا پتہ: عبداللہ خان ناظم جامعہ رحمانیہ (اھل حدیث)
چک پانچپاڑا ڈاک خانہ ترلیال ضلع میمن سنگھ

نوٹ:۔ جامعہ سے متعلق علماء اگر آپ کے پاس آئیں تو ان کا خاص تعاون فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں۔

"مدرسہ رحمانیہ" (رجسٹرڈ) لاہور (۱۶)

کتاب و سنت اور عصری تعلیم کی مثالی درسگاہ ہے جو مرکزی شہر لاہور کی معروف علمی شخصیتوں شیخ التفسیر حضرت مولانا حافظ محمد حسین امرتسریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ امرتسریؒ (روپڑی) اور خطیب ملت حضرت مولانا حافظ اسمٰعیل امرتسریؒ (روپڑی) کے باقیات صالحات سے ہے۔

دار العلوم عرصہ دو سال سے علماء و ماہرین تعلیم کے مجوزہ نصاب تعلیم کے مطابق کہنہ مشق اور متبحر علما کی زیر سرپرستی دینی خدمات سر انجام دے رہا ہے جس میں درس نظامی، حفظ و تجوید القرآن کے علاوہ ضروری عصری علوم بھی شامل ہیں اور کثرت اسباق کی بجائے مضامین اور ان کے عملی اجراء کا زیادہ اہتمام ہے۔ نیز فاضل عربی اور بورڈ کے دیگر امتحانات کا مکمل انتظام ہے (تفصیل کے لیے مفصل نظام تعلیم ملاحظہ فرمائیں)

اس وقت مدرسہ میں چار استاد اور "تئیس" بیرونی طلبا زیر تعلیم ہیں جن کے اعلیٰ قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہے۔

احباب مدرسہ کا مثالی نصاب تعلیم اور معیاری انتظام خود تشریف لا کر ملاحظہ فرمائیں تو ہمیں خوشی ہو گی۔

مدنی علما اور پاکستانی فضلاء کی مشاورتی کونسل "مجلس التحقیق الاسلامی" اور ماہنامہ "محدث" اسی دار العلوم سے متعلق ہیں۔

(داخلہ ۵ شوال سے ۱۵ شوال تک ہو گا) آئندہ سال کے لیے دو مزید فاضل اساتذہ کی خدمات حاصل کر کے درجہ اعلیٰ اور بخاری شریف کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ (حافظ عبداللہ (روپڑی) مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن لاہور)

نوٹ:۔ لاہور شہر میں ادمنی بس نمبر 5 - 5A - 6 - 11 - 20 - 22 - 24 ، ماڈل ٹاؤن بس سروس اور اڈہ بیرونی سے قصور بس دن رات مدرسہ کے سٹاپ (ادمنی بس باڈی بلڈنگ) پر ٹھہرتی ہیں۔

RECD. NO. L. DECEMBER 1970

Monthly **MUHADDIS** Lahore-16

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

ماہنامہ **مُحدِّث** لاہور

ذیلی دفتر	صدر دفتر
حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز	مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
رام گلی نمبر ۲ - لاہور	گارڈن ٹاؤن - لاہور ۱۶

معاونین سے :-

زر سالانہ ۱۰ روپے

ماہنامہ محدث لاہور، بہترین سفید کاغذ پر آفسٹ طباعت میں شائع ہوتا ہے - شمارہ ستمبر ۷۰ء کے کچھ پرچے